جامعہ دار التقویٰ
لاہور کا ترجمان

ماہنامہ دار التقویٰ لاہور

رَجَبُ المُرَجَّب ۱۴۴۷ھ جنوری 2026ء

تعطیلات کا موسم طلبہ کی اصلاح، تعلیم اور مہارت سازی کا سنہرا موقع

مصنوعی ذہانت میں ہیلوسینیشن کی حقیقت اور اس کے ممکنہ اثرات

امتحان میں عمدہ کامیابی کے چند رہنما اصول اور مجرب وظائف

زم زم: روئے زمین پر سب سے افضل پانی

ماہ رجب اور اس کے فضائل و مسائل

ایک ماں ہونی چاہیے

مکتبہ قاسمیہ

الفضل مارکیٹ ○ ۱۷- اُردو بازار ○ لاہور

دس سالہ سابقہ پیپرز دستیاب ہیں

نمبر شمار	نام کتاب	رعایتی قیمت	عام قیمت
01	الجواب عامہ بنین	300	680
02	الجواب خاصہ بنین اوّل	270	600
03	الجواب خاصہ بنین دوم	340	760
04	الجواب عالیہ بنین اوّل	300	680
05	الجواب عالیہ بنین دوم	---	---
06	الجواب موقوف علیہ	---	---
07	الجواب عالمیہ بنین	---	---
08	الجواب خاصہ بنات اوّل	220	540
09	الجواب خاصہ بنات دوم	250	620
10	الجواب عالیہ بنات اوّل	310	780
11	الجواب عالیہ بنات دوم	310	760
12	الجواب عالمیہ بنات اوّل	270	680
13	الجواب عالمیہ بنات دوم	340	840
14	الجواب دراسات دینیہ اوّل	200	500
15	الجواب دراسات دینیہ دوم	180	450

DESIGNED BY: KHURSHEED 03045025617

ہر قسم کی دینی و علمی کتابوں کا مرکز

مکتبہ قاسمیہ

الفضل مارکیٹ ○ ۱۷- اُردو بازار ○ لاہور

0321-4432106 | 042-37232536

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

بدعاء
حضرتِ اقدس ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد 15 — رجب المرجب ۱۴۴۷ھ ـــــ جنوری 2026ء — شمارہ 7

زیرِ سرپرستی: حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

مدیر: حضرت مولانا اویس احمد صاحب مدظلہ

مدیر مسئول: مولانا محمد سلیمان بن محمد یوسف صاحب

مجلس مشاورت

- حضرت مولانا عثمان صاحب
- حضرت مولانا عامر رشید صاحب
- حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب

مجلس ادارت

- مفتی محمد اسامہ
- مولانا ذوالکفل
- حافظ فہد اعوان

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقوی جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فون نمبر: 04237414665 : 03214432142

سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے مذکورہ پتہ پر منی آرڈر کریں

مقام اشاعت

جامع مسجد الہلال
چوبرجی پارک لاہور

بینک اکاؤنٹ نمبر

15910018206600001

ٹائٹل اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرسٹ
ایم آئی بی (مسلم کمرشل بینک)

Email Address
Monthlydarultaqwa@gmail.com

اس دائرے میں سرخ نشان
مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

فی شمارہ : 100 روپے

سالانہ بدل بمع ڈاک خرچ 1500 روپے

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

ترجمان جامعہ دار التقویٰ لاہور

ماہنامہ دار التقویٰ لاہور

فہرست

رجب المرجب ۱۴۴۷ھ ۔۔۔جنوری 2026ء

عنوان	مضمون	مصنف	صفحہ
حرف اولیں	تعطیلات کا موسم طلبہ کی اصلاح، تعلیم اور مہارت سازی کا سنہرا موقع	محمد سلیمان بن محمد یوسف	5
درسِ قرآن	یہود و نصاریٰ کسی کے دوست نہیں	مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ	11
مقالات و مضامین	ماہ رجب اور اس کے فضائل و مسائل	ڈاکٹر مفتی احمد خان	14
	زم زم: روئے زمین پر سب سے افضل پانی	مفتی انور شاہ کراچی	23
	ایک ماں ہونی چاہیے	محمد وقاص صدیقی	28
	مصنوعی ذہانت میں ہیلوسینیشن کی حقیقت اور اس کے ممکنہ اثرات	ڈاکٹر حضرت علی برطانیہ	30
	خط نستعلیق	مولانا احسن عبد الشکور	34
	جب ایک عورت اللہ کو اپنا محبوب بنالے	بنت رمضان ایڈن شاخ	37
	امتحان میں عمدہ کامیابی کے چند رہنما اصول اور مجرب وظائف	عبد اللہ عبد الرحیم، لاہور	40
	عقل کی گمراہی	مولوی فہد اعوان	44
قسط وار مضامین	رسائل الشیخ سعید احمد خانؒ	مولانا سعید احمد خان مہاجر مدنی رحمۃ اللہ	46
	سوانح: داعی الی اللہ حضرت مولانا سعید احمد خاں مہاجر مدنیؒ	ادارہ	50
	گلدستہ ارشادات و مکتوبات حضرت جیؒ	مولانا ذو الکفل صاحب	53
	نکلتے سورج کا ملک جزائر فیجی کا ایک سفر	شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ	55
	تبصرہ کتب	محمد جریر اسعد	58
دار الافتاء والتحقیق	آپ کے مسائل کا حل	دار الافتاء والتحقیق	60
اخبار الجامعہ	شب و روز	محمد سلیمان بن محمد یوسف	63

حرف اولیں

تعطیلات کا موسم طلبہ کی اصلاح، تعلیم اور مہارت سازی کا سنہرا موقع

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا سب سے بڑا تعلیم بورڈ ہے جس سے ملحقہ مدارس و مکاتب کی تعداد تقریبا ستائیس ہزار اڑتالیس (27048) ہے۔جس میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کی تعداد اڑتیس لاکھ بیانوے ہزار پانچ سو بتیس ہے (3892532) جب کہ اساتذہ وتدریسی عملہ ایک لاکھ بیانوے ہزار ایک سو سترہ (192117) سے متجاوز ہے۔

1959 سے قائم اس اس تعلیمی بورڈ سے اب تک 2 لاکھ چوبیس ہزار نو سو گیارہ (224911) علماء جبکہ خواتین میں تین لاکھ پینتالیس ہزار پچانوے (345095) عالمات اور شعبہ حفظ میں اٹھارہ لاکھ انتالیس ہزار چھپن (1839056) حفاظ حافظات فارغ التحصیل ہو کر دنیا بھر میں خدمت دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

وفاق المدارس کے تحت سال 1447ھ بمطابق 2025ء کے سالانہ امتحانات 17 جنوری سے شروع ہو رہے ہیں جو 22 جنوری تک جاری رہیں گے۔سال رواں کے وفاقی درجات میں امتحانات دینے والے طلبا کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے۔وفاقی و غیر وفاقی درجات میں امتحانات کے بعد مدارس میں عام تعطیلات کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔تعطیلات کا یہ دورانیہ دو سے اڑھائی ماہ کا ہوتا ہے۔ان طویل تعطیلات کو طلباء و طالبات اپنے اپنے مزاج اور پروگرام کے تحت گزارتے ہیں۔سمجھدار اور وقت کے قدردان طلباء ان اوقات کو غنیمت جانتے ہوئے انہیں بہتر سے بہتر بنانے کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔لا پرواہ اور غیر سنجیدہ طلبہ ان اوقات کو لہو

ولعب اور سونے میں ضائع کر دیتے ہیں۔طلبہ وطالبات اور فضلاء وفاضلات کے لیے چند تجاویز پیش خدمت ہیں جن پر عمل کر کے اپنی تعطیلات کو مفید اور کارآمد بنایا جاسکتا ہے۔

وقت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک گرانقدر نعمت ہے جو مانند برف تیزی سے پگھل رہی ہے دیکھتے ہی دیکھتے دن سے ہفتے اور ماہ سے سال گزرے جاتے ہیں۔

صبح ہوئی شام ہوئی عمر یونہی تمام ہوئی

پس وقت کی قدر دانی بہت ضروری ہے۔وقت کو ضائع کر دینے پر بعد میں جو پچھتاوا ہوتا ہے وہ نا قابل تلافی ہوتا ہے سوائے ندامت کے اس کے تدارک کی کوئی صورت نہیں رہتی۔لہذا عقل مندی یہ ہے کہ آغاز ہی میں انجام پر نظر رکھی جائے تاکہ حسرت ویاس کی نوبت نہ آئے۔

امام رازیؒ کے نزدیک اوقات کی اہمیت اس درجہ تھی کہ ان کو یہ افسوس تھا کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی جاتا ہے چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔

واللہِ إنِي آتَاسَفُ فی الفَوَاتِ عَنِ الاِشْتِغَالِ بالعلم في وقت الاكُلِ فَإنَّ الوقتَ والزمان عزيز

یعنی خدا کی قسم! مجھ کو کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ وقت متاع عزیز ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ کے متعلق صاحب آداب المتعلمین تحریر فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ سے صرف ایک وقت دوپہر کو کھانا کھاتے، کہتے ہیں کہ میں نے متعدد بار حضرت سے سنا کہ میری ایک مشفقہ ہمشیرہ تھی میں شام کو مطالعہ میں مصروف ہوتا تھا تو وہ لقمہ میرے منہ میں دیا کرتی تھی۔اس طرح مطالعے کا حرج نہ ہوتا تھا۔جب سے ان کا انتقال ہوا ہے اب کوئی میری اتنی ناز برداری کرنے والا نہیں رہا اور مجھے اپنی کتابوں کا نقصان گوارا نہیں اس لیے شام کا کھانا ہی ترک کر دیا۔

بستان المحدثین میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حالات کے متعلق لکھا ہے کہ وہ وقت کے بڑے قدر دان تھے ان کے اوقات تین میں سے کسی ایک کام سے معمور رہتے تھے۔کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے۔وہ تین مشاغل یہ تھے۔مطالعہ کتب،تصنیف وتالیف،عبادت۔حتی کہ جب تصنیف وتالیف کے کام میں مشغول ہوتے اور درمیان میں قلم کی نوک خراب ہوجاتی تو اس کو درست کرنے کے لیے ایک دومنٹ کا جو

وقفہ رہتا، اس کو بھی ضائع نہ کرتے، ذکر الٰہی زبان پر جاری ہو جاتا اور نوک درست فرماتے اور فرمایا کرتے کہ وقت کا اتنا حصہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

تو عزیز طلبہ! پہلی بات تو یہ گرہ باندھ لیں کہ اپنا وقت کبھی ضائع نہیں کریں گے۔ خواہ تدریس اور تعلیم وتعلم کے اوقات ہوں یا تعطیلات اور فرصت کے، ہر حال میں سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے کا عمل جاری رکھیں گے۔

خروج فی سبیل اللہ:

ایسے طلبہ جو دورہ حدیث کا امتحان دے رہے ہیں اور ان کو سند فراغت ملنے کو ہے ان سے عرض ہے کہ وہ بلا تاخیر وقت ضائع کئے بغیر ایک سال کے لیے تبلیغی جماعت کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ معاشرے کی دکھتی رگ کا اندازہ لگانے اور دور دراز علاقوں میں دینی کسمپرسی کا شکار لوگوں کو ان کی اشد ضرورت ہے۔ دیگر درجات کے طلبہ بھی کم وبیش اوقات کے لیے راہ خدا میں عازم سفر ہو سکتے ہیں۔ یہ پڑھی گئی کتابوں کے پریکٹیکل کا بہترین وقت ہے۔ سارا سال اغلب طور پر علم الٰہی کے حصول میں اور تعلطیلات کا زمانہ اس علم الٰہی کی تبلیغ ترویج اور اشاعت میں گزار لیا جائے تو تجربات، مشاہدات اور حضرات اکابرین کے ملفوظات کی روشنی میں بالجزم کہا جا سکتا ہے کہ اللہ خاص فضل فرمائیں گے۔

حضرت مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بارہا یہ بات سنی کہ جو طالب علم زمانہ تعلیم میں اپنی چھٹی اور فرصت کے اوقات کو تبلیغ کی محنت میں استعمال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فراغت کے بعد اُسے اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لئے تمام طلباء فرصت کے مطابق اللہ کے راستے میں نکلیں۔

گھر کے کاموں میں والدین کا ہاتھ بٹائیں

سال بھر مدرسے میں رہنے کی وجہ سے والدین، بہن بھائیوں، اعزہ واقرباء اور دوست احباب کو وقت نہیں دے پاتے۔ تعطیلات میں ہر ایک کا حق ادا کیجئے۔ والدین کا حق فائق ہے۔ ان کی خدمت کر کے دعائیں لیجئے۔ گھر کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹائے۔ طالبات امور خانہ داری سیکھیں۔ کچن کی ذمہ داریاں اٹھائیں۔ روٹی پکانا اور کھانے بنانا سیکھیں۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ دوران تعطیلات والدین بھی

بچیوں کو گھر کے کام نہیں کرنے دیتے بلکہ انہیں آرام کا مشورہ دیا جاتا ہے اور اکثر بچیاں بھی پڑھائی کی تھکاوٹ کا بہانہ کر کے امور خانہ داری سے اعراض کرتی ہیں۔ نتیجتاً وہ گھر سنبھالنے، کھانے پکانے اور امور خانہ داری جیسی مہارتوں سے نابلد رہتی ہیں۔ دورہ حدیث کے فوراً بعد اکثر کی شادی کر دی جاتی ہے یوں انہیں خاندانی روایات اور گھریلو معاملات سے عدم واقفیت کی بنا پر نئے گھر میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ان فرصت کے اوقات کو غنیمت جانتے ہوئے والدین کو آرام کرنے کا موقع دیں اور تھوڑے وقت میں زیادہ سیکھنے کی کوشش کریں۔

حفاظ اپنی منزل پختہ کریں

آپ حافظ قرآن ہیں یا غیر حافظ، دونوں صورتوں میں قرآن پاک کا حق ادا کرنے کی شعوری کوشش کریں۔ حافظ ہیں تو منزل خوب اچھی طرح یاد کریں اور تراویح میں سنانے کی نیت کریں۔ غیر حافظ عموماً بہت کم تلاوت کرتے ہیں دوران سال تعلیمی مشاغل کی مصروفیت کی وجہ سے بھی لا پروائی رہتی ہے اس لیے چھٹیوں میں خوب تلاوت کریں۔ اذکار و اوراد کی کثرت کریں۔

نفلی عبادات کی عادت بنائیں

دوران تعلیم طلبہ عبادات، تلاوت، اذکار، نوافل، تہجد و دیگر نفلی عبادات کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے پاتے چونکہ تعلیمی مصروفیات زیادہ ہوتی ہیں۔ اب چونکہ فراغت ہے۔ فراغت کے ان اوقات سے خوب خوب فائدہ اٹھائیے۔ تعطیلات دراصل روحانیت اور عبادت میں کمی کے ازالے کے لیے دی جاتی ہیں۔ اس لیے انہیں اسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔

اصلاحی تعلق قائم کریں

تزکیہ نفس کے لیے کسی صاحب نسبت بزرگ سے اصلاحی تعلق بھی بہت ضروری ہے چھٹیاں میسر ہیں اگر پہلے ہی سے کسی بزرگ سے تعلق ہے تو چند دن ان کی خانقاہ میں گزارنے کا اہتمام کیا جائے۔ مشائخ کی صحبت اور خانقاہ کا ماحول دلوں کی میل اتارنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اگر تا حال کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا تو بلا تاخیر اپنا اصلاحی تعلق قائم کر لیجیے۔ طریقت و شریعت کے حسین امتزاج سے دنوں میں روحانی ترقیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

سیروافی الارض:

مطالعاتی دورے بھی افادیت سے خالی نہیں ہیں۔ ملک کی بڑی لائبریریوں، معروف تعلیمی اداروں، علمی شخصیات اور تاریخی مقامات کی سیر کو جائیں یاد رکھیں سفر انسان کو سمجھ کی گہرائی علم کی گیرائی عقل کی پختگی، تجربے کی وسعت اور بصیرت کے گوہر عطا کرتا ہے۔ بند کمرے میں کیا گیا مطالعہ مشاہدات کے یقین، تجربات کی خوشبو، و، عین الیقین کی روشنی اور منصفانہ تجزیے کے جوہر سے عاری ہوتا ہے۔ سیر وسیاحت کی افادیت اور اہمیت وضرورت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ ممکن ہو تو ایسے مقامات کی طرف رخت سفر باندھنے میں دیر نہ کیجئے۔

مطالعہ بڑھائیں

چھٹیوں کو عمومی مطالعے کے استعمال میں بھی لایا جاسکتا ہے۔ دوران سال درسی کتب کے مطالعے سے ہی فرصت نہیں ملتی لہٰذا یہ سنہری موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر نفع بخش کتاب پڑھ ڈالیے۔ مطالعے کے لیے کتاب اور مواد کا انتخاب سوچ سمجھ کے کیجئے۔ ہر کتاب پڑھنے کے قابل نہیں ہوتی۔ اپنے اسلاف کی سوانح عمریاں اور آپ بیتیاں پڑھی جاسکتی ہیں۔ سیرت، تفسیر، حدیث، تاریخ، اردو، عربی ادب، سیر، عالمی معلومات اور شعرونثر پر کتابیں فائدہ مند رہیں گی۔ گہرا اور عمیق مطالعہ عملی زندگی کی بقا اور علمی ارتقاء کے لیے بے حد ضروری ہے۔

شارٹ کورسز بھی مفید ہیں

چھٹیوں میں بڑے مدارس میں مختلف دورے کرائے جاتے ہیں دورہ تفسیر، حدیث، صرف ونحو، دعوت وارشاد، کمپیوٹر کورسز، انگلش، عربی لینگویج کورسز، دورہ فلکیات، میراث ودیگر طرح کے چندروزہ دورہ جات میں شرکت آپ کو علوم وفنون کی نئی مہارتوں سے متعارف کرانے کا باعث بن سکتی ہے۔ دو ماہ کی چھٹیوں میں شارٹ ٹرم کورسز بھی کیے جاسکتے ہیں اور کوئی ہنر بھی سیکھا جاسکتا ہے۔ جو زندگی بھر آپ کا ساتھ دے گا اور کسب معاش میں معاون رہے گا۔ مثلاً موبائل ریپئرنگ، کمپیوٹر کورسز، انٹرنیٹ کا استعمال وغیرہ۔

عزیز طلبہ وطالبات:

آپ نہ صرف اپنے والدین اور مسلک اہل حق کے لیے گراں قدر اثاثہ ہیں بلکہ ملک وقوم کو بھی اس

وقت آپ کی اشد ضرورت ہے معاشرے کے طبقات کئی حوالوں سے قومی، صوبائی، نسلی، قبائلی، مسلکی اور لسانی بنیادوں پر منافرت کا شکار ہیں اور بدقسمتی سے یہ بنیادیں مزید تقسیم در تقسیم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ پرایوں کی سازشوں اور اپنوں کی حماقتوں نے ایسے دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے کہ:

جائے رفتن نہ پائے ماندن

ارض پاک کی سالمیت داؤ پر ہے۔ مشرقی سرحدیں تو روز اول سے ہی خطرات میں گھری ہوئی ہیں اب مغربی سرحدات چاہے ایرانی بارڈر سے ملحق ہوں یا افغانستان سے، دشمن کے نشانے پر ہیں اور مستزاد یہ کہ اب فکری و نظریاتی سرحدوں کو بھی خطرات لاحق ہیں ایسے حالات میں دین پسند حلقوں اور خیر خواہان و پاکستان کی نظریں صرف اور صرف آپ پر ہیں۔ آپ ہی اس قوم کی ڈوبتی ناؤ کو پار لگا سکتے ہیں۔ اپنی اہمیت کا ادراک کیجئے۔ جدید دور کی مہارتوں سے خود کو مسلح کیجئے رسوخ فی العلم کے ساتھ ساتھ معاشرے اور ابلاغ کی زبان پر عبور حاصل کیجئے:۔ داعی کی سب. سے پہلی صفت یہ ہونی چاہئے کہ اسے اپنے سامعین کی ذہنی سطح کا خوب اندازہ ہو اور وہ ان کی زبان اور مروجہ عصری اسلوب میں ان سے مخاطب ہونے کا ہنر جانتا ہو یقین جانئے اگر آپ اپنے اندر تین چیزیں پیدا کرلیں تو نہ صرف کل آپ کا ہے بلکہ کلمہ کی بنیاد پر حاصل کیے گئے اس پاک وطن کا مستقبل بھی تابناک ہے وہ تین چیزیں یہ ہیں۔

رسوخ فی العلم

تعلق مع اللہ

دور حاضر کی زبان اور اسلوب پر عبور

والسلام

محمد سلیمان

مدیر مسؤل

***

درسِ قرآن: انوار البیان
از: مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

یہود و نصاریٰ کسی کے دوست نہیں

۞...سورۃ البقرہ...۞...آیت نمبر 113 ۞

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

وَقَالَتِ ٱلۡيَهُودُ لَيۡسَتِ ٱلنَّصَٰرَىٰ عَلَىٰ شَيۡءٖ وَقَالَتِ ٱلنَّصَٰرَىٰ لَيۡسَتِ ٱلۡيَهُودُ عَلَىٰ شَيۡءٖ وَهُمۡ يَتۡلُونَ ٱلۡكِتَٰبَۗ كَذَٰلِكَ قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَعۡلَمُونَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡۚ فَٱللَّهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ فِيمَا كَانُواْ فِيهِ يَخۡتَلِفُونَ٥

ترجمہ:

"اور کہا یہود نے کہ نصاری کسی چیز پر نہیں، اور نصاری نے کہا کہ یہودی کسی چیز پر نہیں، حالانکہ وہ لوگ کتاب پڑھتے ہیں۔ ایسا ہی کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے انہیں کی سی بات، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن اس بات میں جس میں وہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔"

تفسیر:

یہود و نصاریٰ کا آپس میں نزاع اور ان کی باتوں کی تردید تفسیر (درمنثور ص ۱۰۸ ج ۱) میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہودیوں کے علماء بھی وہاں پہنچے دونوں فریقوں نے وہیں خدمت عالی میں حاضر ہوتے ہوئے آپس میں مباحثہ شروع کر دیا۔ یہودیوں میں ایک شخص رافع بن حریملۃ تھا۔ اس نے نصاریٰ سے کہا کہ کسی چیز سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اور نہ کبھی تھا۔ اس طرح انہوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت کا بھی انکار کیا۔۔ اور انجیل کے کتاب اللہ ہونے کے بھی منکر ہوئے نصاریٰ کو جو مقابلہ میں جواب دینے کا جوش آیا تو ان میں سے ایک شخص نے یہودیوں سے کہا کہ تم کسی چیز پر نہیں ہو یعنی تمہارے دین کی کوئی

اصلیت اور بنیاد نہیں ۔ اللہ کے کسی نبی یا اللہ کی کسی کتاب سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اور نہ کبھی تھا۔اس طرح سے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت کا انکار کر بیٹھے اور تورات شریف کے کتاب اللہ ہونے کے منکر ہو گئے۔اللہ جل شانہ نے آیت بالا نازل فرمائی۔اور دونوں جماعتوں کے دعویٰ ذکر کر کے فرمایا:

(وَ هُمۡ یَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ)

''یعنی ہر فریق اللہ کی کتاب پڑھتا ہے'' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا علم ہوتے ہوئے ان کی رسالت کے منکر ہو رہے ہیں۔ ہر فریق کو دوسرے فریق کے بارے میں معلوم ہے کہ باوجود تحریف کر لینے کے پھر بھی اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول سے ہر ایک کو انتساب ہے۔گو یہ انتساب ان کے کفر کی وجہ سے ان کی نجات دلانے والا نہیں لیکن فی الجملہ اس کا انکار بھی صحیح نہیں کہ ان کے دین کی ابتداء اللہ کے کسی نبی یا کسی کتاب سے ہے،:

قال ابن کثیر ولھذا قال تعالیٰ وھم یتلون الکتاب ای وھم یعلمون شریعة التوراة والانجیل کل منھما کانت مشروعة فی وقت ولکنھم تجاحدوا فیما بینھم عنادا و کفرا و مقابلة للفاسد بالفاسد۔(۱۵۵ ج۱)

پھر فرمایا:

(کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِہِمۡ)

''یعنی ایسی ہی بات ان لوگوں نے کہی جو نہیں جانتے'' یعنی یہود و نصاریٰ کے علاوہ جو ان سے پہلے امتیں گزری ہیں وہ بھی ایسی ہی جہالت کی باتیں کرتی رہی ہیں کہ عناد اور تعصب کی وجہ سے حق کو جھٹلایا اور حقیقت واضحہ کو نہ مانا۔اور اب مشرکین عرب کا یہی حال ہے کہ حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت اور رسالت کے منکر ہوئے حالانکہ آیات بینات اور دلائل واضح ان کے سامنے ہیں دلوں سے جانتے ہیں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں لیکن مانتے نہیں۔

واختلف فیمن عنی فی قولہٖ تعالیٰ: الذین لا یعلمون، فقال عطاءؒ امم کانت قبل الیھود و النصاریٰ و قال السدی ھم العرب، قالوا لیس محمد شیء و اختار ابن جریر أن الحمل الجمیع اولی۔(من ابن کثیر ص ۱۵۵ ج۱)

پھر فرمایا:

(فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ)

''کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع فرمائیں گے اور عدل کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے درمیان فیصلے فرمائیں گے۔ اور اس فیصلہ سے سب پر حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور باطل کا پتہ چل جائے گا۔''

سورۃ سبا میں فرمایا:

(قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ)

''کہہ دیجیے کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع فرمائے گا پھر ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے۔'' بیان القرآن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سب کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیں گے۔ اور وہ عملی فیصلہ یہ ہوگا کہ اہل حق کو جنت میں اور اہل باطل کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ عملی فیصلہ کی قید اس لیے لگائی کہ قول اور برہانی فیصلہ تو عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے۔

***

ماہ رجب کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللهمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا۔

(شعب الایمان: (رقم الحدیث: 3534، مکتبہ الرشد)

ماہ رجب اور اس کے فضائل و مسائل

ڈاکٹر مفتی احمد خان جامعہ فارقیہ کراچی

رجب المرجب کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ رجب اسلامی وقمری سال کا ساتواں مہینہ ہے، اس کا شمار حرمت کے چار مہینوں میں ہوتا ہے، حرمت کے چار مہینے جس طرح قبل از اسلام معزز ومحترم جانے جاتے تھے اسی طرح بعد از اسلام بھی ان کو وہی حیثیت حاصل ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

ان عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ) (سورۃ التوبہ، آیت:36 پارہ:10)

یعنی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جو اللہ تعالی کی کتاب (لوح محفوظ) کے مطابق اس دن سے چلی آ رہی ہے جس دن اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا، ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں، یہی دین (کا) سیدھا سادہ (تقاضا) ہے۔

ذوالقعدہ، ذوالحجہ محرم اور رجب یہ حرمت کے چار مہینے ہیں ان مہینوں میں جہاں نیک کام کا اجر وثواب دوگنا ہو جاتا ہے، اسی طرح گناہ کے ارتکاب پر وبال اور عذاب بھی دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے، علامہ قرطبی فرماتے ہیں فيضعف فيه العقاب بالعمل السيء كما يضاعف بالعمل الصالح " (تفسير قرطبي : 8/134، دار الكتب المصريه)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "تمام انبیاء علیم کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔" حضرت مفتی صاحب منها أربعة حرمٌ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ان کو حرمت والا دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا ہے، ایک تو اس لیے کہ ان میں قتل وقتال حرام ہے، اور دوسرا اس لیے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں۔ ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ ان میں پہلا حکم تو شریعت اسلام میں منسوخ ہو گیا مگر دوسرا حکم (احترام وادب) اور ان میں عبادت گذاری کا اہتمام اسلام

میں ابھی باقی ہے۔

رجب عربی زبان کا لفظ ہے۔ ترجیب سے مشتق ہے۔ اس کے معنی تعظیم وتکریم کے آتے ہیں، بعض حضرات نے اس کا معنی "ڈرنا" سے کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مہینوں کی طرح اس مہینہ میں بھی اللہ تعالی سے خوب ڈرنا چاہیے ۔ یہ ہے۔ یہ مہینہ حرمت کے مہینوں میں ہونے کی وجہ سے محترم اور متبرک ہے اسی طرح اس میں عبادت کا اجر وثواب بھی زیادہ ہے، اس مہینے کے بہت سے فضائل احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں اس مہینہ میں روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس پر بہت زیادہ اجر وثواب کی خوشخبری دی گئی ہے۔

رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے۔

اللهم بارك لنا في رجب و شعبان و بلغنا رمضان

یعنی: اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمیں برکت عطا فرمائیے اور ہمیں رمضان تک پہنچا دیجئے۔(شعب الایمان : 5 ، 348، رقم : 3534، مكتبة الرشد، رياض)

اسلام نے اس مہینہ کو بہت معزز ومحترم بتلایا ہے، مگر افسوس صد افسوس کہ بعد کے جہلاء نے اس مہینہ میں بہت سی من گھڑت خرافات شروع کر دیں جس کا دین اسلام اور شریعت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ قرآن وحدیث میں ان کے بارے میں کوئی ذکر ملتا ہے۔

صحابی رسول کاتب رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یوم وفات:

22 رجب صحابی رسول کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے، علامہ طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مات معاوية بدمشق سنة ستين يوم الخميس لثمان بقين من رجب تاريخ طبری:5، 324، دار التراث، بيروت)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول نے دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا: " اللهم اجعله ها ديا مهديا واهد به (جامع الترمذی : 2/247)

اے اللہ! تو معاویہ کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا، ان کو ہدایت عطا فرما اور اس کے ذریعے (دوسروں کو) ہدایت دے۔ ایک اور جگہ فرمایا: اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب اے اللہ ! معاویہ کو

کتاب اور حساب کا علم عطا فرما، اور اس کو عذاب سے محفوظ فرما۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ہے اللهم علّمه الكتاب ومكن له في البلاد ووقه العذاب. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج : 9 ص : 356 طبع بيروت) یعنی اے اللہ! معاویہ کو کتاب سکھا دے اور ان کے لئے شہروں میں تمکین (یعنی حکومت) بنا دے اور اس کو عذاب سے بچالے۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ کو کسی مشورے کے لیے طلب فرمایا، مگر دونوں حضرات مشورہ نہ دے سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

۔ ادعوا معاوية احضروه أمركم فإنه قوى أمين. (مجمع الزوائد ومنبع صلى الله)9/356 : الفوائد

ترجمہ: معاویہ کو بلاؤ اور معاملے کو ان کے سامنے رکھو، کیونکہ وہ قوی ہیں (مشورہ دیں گے) اور امین ہیں (غلط مشورہ نہیں دیں گے)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار کاتبان وحی میں ہوتا ہے اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ علامہ ابن حرم رحمہ اللہ یہ فرماتے فرما۔ ہیں: ”نبی ﷺ کے کاتبین میں سے سب سے زیادہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا، یہ دونوں حضرات دن رات آپ ﷺ کے ساتھ لگے رہتے اور اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔“ (ابن حزم، جوامع السیر ،ص:27)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مراسلہ ءنبوی کے قاری تھے۔ (مسند احمد: 441/3 مجمع الزوائد، البدایہ والنہایہ)

آپ ﷺ کا اتنا عظیم اعتماد تھا کہ خصوصی خطوط کے محرر رہے۔ (الاصابہ:393/3)

آپ ﷺ کے پہلوئے نبوت میں بیٹھنے کا شرف حاصل رہا۔

آپ ﷺ کے بال مبارک تراشنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (تاریخ ابن عساکر)

آپ رضی اللہ عنہ غزوات میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے، چنانچہ غزوہ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 100، اونٹ اور 40، اوقیہ چاندی بھی عنایت فرمائے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام حضرت عبداللہ بن مبارک کی نگاہ میں:

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد

العزیز رحمہ اللہ؟ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے جواب دیا: "جو مٹی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں آپ ﷺ کی رفاقت میں پڑی وہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے ہزار درجہ افضل ہے۔"

پیرانِ پیر شیخ حضرت عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا: "میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے راستے میں بیٹھوں، اس کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی میرے اوپر پڑے میں اسے اپنے لیے باعث نجات اور فخر سمجھتا ہوں۔

حضرت عمیر بن سعید رضی للہ عنہ حمص کے والی تھے، ان کو حضرت عمر رضی اللہ نے معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تو اس موقع پر حضرت عمیر نے فرمایا کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف خیر کے ساتھ یاد کرو، کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! معاویہ کو ہدایت عطا فرما۔"

کونڈوں کی شرعی و تاریخی حیثیت:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی ابدی کامیابی کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری میں رکھا ہے، انسان اس کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و رضا سے حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے مگر چونکہ انسان کی کامیابی شیطان کو اچھی نہیں لگتی تو جب انسان کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، شیطان اگر چہ اس سے خوش ہوتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ پریشانی کی بات یہ ہوتی ہے کہ گناہ گار انسان جب ندامت و شرمندگی سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا تو اپنے گناہ سے بالکل پاک صاف ہو جائے گا اور شیطان سوچتا ہے، میری ساری محنت رائیگاں جائے گی، تو پھر انسان کو ایک ایسے گناہ میں مبتلا کر کے مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کے ارتکاب پر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی، اور وہ گناہ بدعت ہے۔ جی ہاں! بدعت بہت ہی سنگین گناہ ہے، کیوں کہ بدعتی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑی نیکی کر رہا ہے جبکہ وہ اپنے عمل کو گناہ تصور ہی نہیں کرتا تو وہ توبہ کیسے کرے گا؟ تو بدعتی ہمیشہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

انہی بدعات میں سے ایک قبیح بدعت 22 رجب کے کونڈوں کی رسم ہے۔ یہ بغض صحابہ اور توہین صحابہ پر مبنی رسم دشمنان صحابہ کی ایجاد کردہ ہے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ 22 رجب کی شب کو عورتیں نہا دھو کر با وضو ہو کر خاص طریقہ کے مطابق پوریاں بنا کر مٹی کے کورے کونڈوں میں بھر کے چوکی یا صاف چادر پر رکھ کر

ایک منظوم کتاب پڑھواتی ہیں، اس رسم کی ابتداء سنہ 1906ء میں ریاست رام پور (یوپی) سے ہوئی۔

کونڈوں کی من گھڑت کہانی:

رجب کے کونڈوں کو ثابت کرنے کے لیے ایک جھوٹی کہانی کا سہارا لیا جاتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینے میں ایک غریب لکڑ ہارے کی بیوی نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو 22 رجب کو میرے نام کے کونڈے بھرے گا پھر اللہ سے جو بھی دعا کریگا وہ قبول ہوگی ورنہ قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑ لے۔ چنانچہ اس لکڑ ہارے کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ اس کا شوہر بہت سا مال لیکر واپس لوٹا اور ایک شاندار محل تعمیر کر کے رہنے لگا، اور وزیر کی بیوی نے کونڈوں کو نہ مانا تو اس کے شوہر کی وزارت ختم ہو گئی۔ پھر اس نے توبہ کی اور کونڈے بھرے تو دوبارہ وزیر بن گیا۔ اس کے بعد بادشاہ اور قوم ہر سال دھوم دھام سے یہ رسم منانے لگے۔

یہ ایک قبیح بدعت و رسم ہے جو دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایجاد کردہ ہے، اس کی ایجاد صرف اور صرف بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے اظہار کے لیے ہے۔ اس کا دین اسلام اور شریعت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رجب کے کونڈوں کی کوئی حیثیت نہیں، یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں، ان کو ترک کر دینا چاہیے۔ ان کو شرعی سمجھ کر پکانا، بنانا، کھانا بدعت ہے۔"

کفایت المفتی: 283/2، ادارۃ الفاروق کراچی)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کونڈوں کی مروجہ رسم محض بے اصل، خلاف شرع اور بدعت ہے۔ 22 رجب نہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی تاریخ ولادت ہے اور نہ ہی تاریخ وفات، اس کا حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کے ساتھ کیا تعلق؟ 22 رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے۔ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لیے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ رسم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ جس وقت یہ رسم بجالائی گئی اس وقت اہل سنت کا غلبہ تھا (اس لیے خفیہ منائی گئی، لہذا برادران اہل سنت کو اس رسم سے بہت دور رہنا چاہیئے، نہ خود اس رسم کو بجالائیں اور نہ ہی اس میں شرکت کریں۔

(فتاوی محمودیہ: 220/1، ادارہ الفاروق کراچی)

حضرت مفتی رشید احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنان صحابہ نے حضرت معاویہ رضی

اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لیے ایجاد کی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں، دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ (احسن الفتاوی: 368/1)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس رسم میں ہرگز شرکت نہیں کرنی چاہئے، بلکہ حتی الوسع اسے مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے، اس دن نیک مقصد کے تحت خیرات کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس میں تشبہ بالروافض ہے، نیز ان کے مکروہ ترین عمل کو تقویت دینا ہے، اس عمل کی بنیادی غرض ہی صحابیِ رسول کی توہین اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا ہے۔ (خیر الفتاوی: 572/1)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: " آج کل معاشرے میں فرض، واجب کے درجہ میں جو چیز پھیل گئی ہے وہ کونڈے ہیں، نماز پڑھے نہ پڑھے، روزہ رکھے نہ رکھے، گناہوں سے بچے نہ بچے لیکن کونڈے ضرور کرے، خدا جانے یہ کونڈے کہاں سے نکل آئے، نہ قرآن کریم سے ثابت ہیں، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے اور نہ بزرگانِ دین سے، اس کی کوئی اصل نہیں (بس) ہماری قوم مزہ اور لذت کی خوگر ہے، اس طرح کی چیزوں نے امت کو خرافات میں مبتلا کر دیا۔ حقیقت روایات میں کھوگئی یہ امت خرافات میں کھوگئی۔ (ماخوذ از اصلاحی بیانات: 54/1)

شب معراج منانے کی حقیقت:

27 رجب کی شب، شب معراج کے نام سے مشہور ہے، اس رات میں خاص طریقے پر خاص تعداد میں نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں، ان کو صلوۃ الرغائب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس شب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس شب کو معراج پر تشریف لے گئے تھے، پہلی بات تو یہ کہ واقعہ معراج کی تاریخ میں اختلاف ہے، کسی نے بھی تعین کے ساتھ نہیں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ستائیس رجب کی شب کو پیش آیا ہے، بالفرض والمحال اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر قرآن وحدیث اور صحابہ و تابعین میں سے اس رات میں اس مخصوص عبادت کے بارے میں کہیں بھی منقول نہیں ہے بلکہ محدثین اور فقہاء نے اس کی بھرپور تردید فرمائی ہے۔

علامہ محی الدین امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: 27 رجب اور شعبان کی پندرہویں رات کی مخصوص نمازیں سنت نہیں، بلکہ ناجائز اور بدعت ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "اس شب کے

لیے خصوصی نوافل کا اہتمام کہیں ثابت نہیں، نہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا، نہ صحابہ کرام نے، نہ تابعین عظام نے کی۔ علامہ حلبی تلمیذ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے غنیۃ المصلی ص: 411 میں، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے الجر الرائق شرح کنز الدقائق، ج:2، ص:56، میں، علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح ص:22 میں، اس رواج پر نکیر فرمائی ہے اور اس کے متعلق جو فضائل نقل کرئے جاتے ہیں ان کو رد کیا ہے۔(فتاوی محمودیہ: 3/284، ادارۃ الفاروق کراچی)

27 رجب کا روزہ:

عوام الناس میں ستائیس رجب کے روزے کو فضیلت والا سمجھا جاتا ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب ایک ہزار روزہ کے برابر سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے اس روزہ کو ہزاری روزہ کہتے ہیں، مگر یہ فضیلت ثابت نہیں، کیونکہ اکثر روایات اس بارے میں موضوع ہیں اور بعض جو موضوع نہیں وہ بھی بہت زیادہ ضعیف ہیں، اس لیے اس دن کے روزہ کو زیادہ ثواب کا باعث یا اس دن کے روزہ کے متعلق سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔ علماء کرام نے اپنی تصانیف میں اس کی بہت تردید کی ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "تعیین العجب بما ورد في فضل رجب" کے نام سے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے رجب سے متعلق پائی جانے والی تمام ضعیف اور موضوع روایات پر محدثانہ کلام کرتے ہوئے سب کو باطل کر دیا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ رجب کے مہینے میں "تبارک" اور 27 رجب کو روزہ رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں: "اس امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے۔(فتاوی رشیدیہ، ص:148)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ستائیسویں رجب کے روزے کو جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔(فتاوی دار العلوم مدلل ومکمل: 491/6-492)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ماہ رجب میں تاریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے " ما ثبت بالسنۃ" میں ذکر کیا ہے۔ بعض بہت ضعیف ہیں اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں"۔(فتاوی محمودیہ، 3/281، ادارۃ الفاروق کراچی)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: 27 رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں۔" (سات مسائل صفحہ:5)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کا سد باب کیا ہے:

یہ تمام فتاویٰ جات ماضی قریب کے ہیں، مگر اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بعض لوگ 27 رجب کو روزہ لازم سمجھ کر رکھنے لگے۔ جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ 27 رجب کا خاص اہتمام کر کے لوگ روزہ رکھ رہے ہیں، تو چونکہ ان کے یہاں دین سے ذرا ادھر ادھر ہونا ممکن نہیں تھا، چنانچہ وہ فوراً گھر سے نکل پڑے، اور ایک ایک شخص کو جا کر زبردستی فرماتے کہ تم میرے سامنے کھانا کھاؤ، اور اس بات کا ثبوت دو کہ تمہارا روزہ نہیں ہے، باقاعدہ اہتمام کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا خاموش رہنا اس لیے تھا تاکہ لوگوں کو یہ خیال نہ ہو کہ آج کا روزہ زیادہ فضیلت کا ہے، بلکہ جیسے اور دنوں میں نفلی روزہ رکھے جا سکتے ہیں، اسی طرح اس دن کا بھی نفلی روزہ رکھا جا سکتا ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں، آپ نے یہ اہتمام اس لیے فرمایا تاکہ بدعت کا سد باب ہو، اور دین کے اندر اپنی طرف سے زیادتی نہ ہو۔

اس رات میں جاگ کر کونسی برائی کر لی:

اس سے اس بات کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اس رات میں جاگ کر عبادت کر لی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو کونسا گناہ کر لیا؟ کیا ہم نے چوری کر لی؟ یا شراب پی لی؟ یا ڈاکا ڈالا؟ ہم نے رات میں عبادت ہی تو کی ہے، اور اگر دن میں روزہ رکھ لیا تو کیا خرابی کا کام کیا؟"

دین اتباع" کا نام ہے:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بتلا دیا کہ خرابی یہ ہوئی کہ، اس دن کے اندر روزہ رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں دیا، اور خود ساختہ اہتمام والتزام ہی اصل خرابی ہے، سارے دین کا خلاصہ اتباع ہے، کہ ہمارا حکم مانو، نہ روزہ رکھنے میں کچھ رکھا ہے، نہ افطار کرنے میں کچھ رکھا ہے، اور نہ نماز پڑھنے میں کچھ رکھا ہے، جب ہم کہیں کہ نماز پڑھو تو نماز پڑھنا عبادت ہے، اور جب ہم کہیں کہ نماز نہ پڑھو تو نماز نہ پڑھنا عبادت ہے، جب ہم کہیں کہ روزہ رکھو تو روزہ رکھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں کہ روزہ نہ رکھو

تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے، اگر اس وقت روزہ رکھو گے تو یہ دین کے خلاف ہوگا۔تو دین کا سارا کمال اتباع میں ہے۔اگر اللہ تعالیٰ یہ حقیقت دل میں اتار دے تو ساری بدعتوں کے خودساختہ التزامات کی جڑ کٹ جائے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ہر خرافات کو عبادات کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے اور جو ان کو نہ کرے اسے برا بھلا کہا جاتا ہے، حالانکہ خود ان خرافات کی کوئی اصل نہیں۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی وفات پر خوشی یہ ایک مسلمان کیسے کرسکتا ہے، مگر افسوس کہ دشمنان صحابہ کی ایجاد کردہ خرافات ان کی دیکھا دیکھی اہل سنت میں بھی عام ہوتی چلی گئی، اور حالت یہ ہے کہ نادان اور ناواقف مسلمان ان خرافات کو بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔ یہ بات تمام مسلمانوں کے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ ایسی رسمیں جو بغض صحابہ اور توہین صحابہ پر مبنی ہیں اسے ہم اہلسنت بڑے اہتمام سے عبادت سمجھ کر ادا کریں، تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان تمام خرافات کو حتی الوسع مٹانے کی کوشش کریں اور ناواقف مسلمانوں کو دین کی حقیقت سے آگاہ کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن ہمیں دشمنان صحابہ کی صف میں کھڑا کردیا جائے۔

رجب کی روٹی:

رجب المرجب کا مہینہ جب آتا ہے تو کچھ لوگ جمعہ کے دن میٹھی روٹی پکاتے ہیں اور اکتالیس مرتبہ سورہ ملک پڑھتے ہیں، اس کو "تبارک" کہتے ہیں اور روٹی کو میت کی طرف سے فدیہ صدقہ خیرات سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں ۔شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، رجب کی روٹی کے بارے میں مفتی محمود حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے نہ صحابہ کرام سے نہ فقہا و محدثین کی کتب سے بلکہ من گھڑت ہے، ایسی چیز کو شریعت میں بدعت کہتے ہیں، اس کا ترک کرنا واجب ہے۔(فتاوی محمودیہ: 282/3، ادارہ الفاروق کراچی)

ان مذکورہ بالا تمام باتوں کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی اصل کی جانب لوٹ آئیں اور بدعات وخرافات سے توبہ تائب ہوکر فرائض، واجبات اور سنن کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔اس سے پہلے جتنی بھی خرافات کی ہیں اس کی اللہ تعالی سے خوب گڑ گڑا کر معافی مانگیں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کریں، اللہ ہم سب کو اس توفیق عطا فرمائے۔آمین!

***

زم زم: روئے زمین پر سب سے افضل پانی

مفتی انور شاہ کراچی

''زم زم'' دنیا کے تمام پانیوں سے افضل، عمدہ و اشرف ہے اور دنیا کے تمام پانیوں کا سردار اور زمین کے اوپر سب سے عمدہ اور مفید پانی ہے، اور دنیا بھر کے لوگوں کے لیے سب سے بہتر اور مرغوب بھی ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ زم زم کا پانی افضل ہے یا حوضِ کوثر کا؟ محققین کی رائے یہ ہے کہ زم زم کا پانی حوضِ کوثر کے پانی سے افضل ہے۔ یہی وہ عظیم چشمہ ہے جو حضرت جبریل امین علیہ السلام کے پر مارنے سے نکلا، اور یہی وہ بابرکت اور مقدس پانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو پلایا تھا، یہی وہ پاکیزہ پانی ہے جس سے جنابِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل دھویا گیا۔

قدرت کا یہ معجزہ مسلمانوں کے لیے عظیم الشان تحفہ ہے، یہ مسلمان ہی سمجھ سکتا ہے۔ دورِ حاضر میں زم زم کی خوبیوں پر تحقیق جاری ہے، لیکن آج بھی اطباء اور ماہرین حیران ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو کتنی خصوصیتوں، خوبیوں اور قوتوں سے نوازا ہے۔ زم زم میں ایسے مفید معدنیاتی عناصر و ادویاتی اجزاء شامل ہیں جن پر میڈیکل سائنس بھی حیران ہے۔ زم زم کا پانی روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان اور لازوال نعمتوں میں سے ہے۔ اللہ پاک قیامت کے قریب تمام زمین سے میٹھا پانی خشک کر دیں گے، مگر زم زم کا پانی اس وقت بھی باقی رہے گا۔ (اخبار للفاکہی)

زم زم دنیا کا واحد پانی ہے جس میں بو پیدا نہیں ہوتی، نیز اس میں بھرپور غذائیت اور ہر بیماری سے شفا بھی ہے۔ اس پانی کا ایک حیران کن کرشمہ یہ ہے کہ روزِ اول سے جاری وساری ہے اور بالکل کمی نہیں آتی۔ جو لوگ مکہ مکرمہ کی سنگلاخ وادیوں، خشک ریتیلے ریگستانوں اور مضبوط چٹانوں سے واقف ہیں، ان کے لیے یہ انتہائی باعثِ تعجب اور حیرانگی کی بات ہے کہ جہاں دور دور تک آبی وسائل اور ذخائر موجود نہیں ہیں، وہاں زم زم کا کنواں نہ صرف جاری ہے، بلکہ اس کے پینے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے،

لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس میں کوئی کمی نہیں آ رہی ہے، بلکہ تمام لوگوں کو خوب سیراب کر رہی ہے۔ حرمین شریفین میں موجود لاکھوں لوگوں کے علاوہ حجاج کرام اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والے افراد اُسے اپنے ساتھ پوری دنیا میں لے کر جاتے ہیں، یوں ہی زم زم کا پانی پوری دنیا کے لوگوں کو سیراب کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زم زم اللہ تعالیٰ کا ایک زندہ جاوید معجزہ ہے، اور اس پر جب بھی اور جتنی بھی تحقیق کی جائے، کم ہے، کیونکہ ہر مرتبہ انسان پر نئے حقائق کے راز آشکارا ہوتے ہیں اور مزید روشن پہلو اور حیرت انگیز فوائد سامنے آتے ہیں۔ یہ دنیا کا وہ واحد عظیم الشان بابرکت پانی ہے جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت موجود ہے، چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: "ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زم زم کے کنویں کے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیرِ زم زم میں ڈول ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زم زم کا پانی پیش کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نوش فرمایا، اور پھر اسی میں کلی فرما دی، پس ہم نے اسی ڈول کا پانی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی تھی زم زم کے کنویں میں ڈال دیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم زم زم کے کنویں سے از خود پانی نکالنے کے لیے غلبہ کرو گے تو میں اپنے ہاتھ سے پانی نکالتا۔'' (مسند احمد، وہو حدیث صحیح)

زم زم کو خوب سیر ہو کر کثرت سے پینا مستحب اور ایمان کی علامت ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والی نشانی یہ ہے کہ منافقین زم زم کو سیر ہو کر نہیں پیتے، لہٰذا تم جب زم زم کو پیو تو خوب سیر ہو کر پیا کرو۔'' (رواہ ابن ماجہ وسنن الدار قطنی)

زم زم ہر بیماری کے لیے شفا ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انداز بھی بڑے عجیب اور نرالے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کتنا عظیم فضل اور رحمت ہے کہ اس نے زم زم میں ہر بیماری کی شفا رکھ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت اور فضل سے زم زم کے ذریعے کتنے ہی لوگوں کو شفا عطا فرمائی ہے، اور بے شمار اب بھی اللہ پاک کی اس عنایت سے مستفید ہو رہے ہیں اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ زم زم کی خوبیوں اور فضائل کے متعلق احادیث اور واقعات تو بہت زیادہ ہیں، لیکن ہم اختصار کے پیشِ نظر صرف چند ذکر کریں گے، جن سے

اِجمالی طور پر بہت سی خوبیاں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:"روئے زمین پر سب سے بہترین پانی زم زم ہے جس میں طعام کی طرح غذائیت بھی ہے اور مرض کے لیے شفا بھی ہے۔" (رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال المحقق ابن الہمام: رواتہ ثقات، ورواہ ابن حبان ایضاً) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زم زم کو مختلف برتنوں اور مشکیزوں میں بھر کر لے جاتے اور مریضوں پر ڈالتے اور اُنہیں پلاتے۔" (جامع الترمذی، وسنن البیہقی، ج:۵،ص:۲۰۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:"زم زم کا پانی ہر اس مقصد کے لیے کافی ہے جس کے لیے پیا جائے، جو شخص کسی مرض سے شفا کے لیے پیے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں، اور جو بھوک کی وجہ سے پیے اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ بھر دیتے ہیں، اور جو کسی اور ضرورت کے لیے پیے اللہ تعالیٰ اس کی وہ ضرورت پوری فرماتے ہیں۔" (رواہ المستغفری فی الطب عن جابرؓ، الجامع الصغیر للسیوطی) ان روایات سے معلوم ہوا کہ زم زم غذا، دوا اور ہر مقصد کے حصول کے لیے بے نظیر چیز ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابو بکر بن محمد بن جعفرؒ نے محدث ابنِ خزیمہؒ کے متعلق نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ عظیم الشان علم کس طرح حاصل ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:"زم زم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ دیتا ہے۔" میں نے جب بھی زم زم پیا، اللہ تعالیٰ سے علمِ نافع کا سوال کیا۔ (سیر أعلام النبلاء، ج:۱۴، ص:۳۷۰) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حج سے فارغ ہونے کے بعد زم زم چند مقاصد کے لیے پیا، جن میں سے ایک خاص مقصد یہ تھا کہ میں علم فقہ میں امام سراج الدین بلقینیؒ کے مرتبہ کو پہنچوں، اور علمِ حدیث میں ابن حجر عسقلانیؒ کے مرتبہ کو پہنچوں، اب میں بطورِ تحدیثِ نعمت کے اپنی اس دعا کی قبولیت کا اعتراف کرتا ہوں۔ (حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ، ج:۱،ص:۳۲۸)

علّامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے طلبِ حدیث کے ابتدائی زمانہ میں حج کی سعادت کے موقع پر زم زم کا پانی پیا، اور پیتے وقت یہ دعا کی:"اے اللہ! مجھے حافظ ذہبیؒ جیسا حافظہ عطا فرما۔" تقریباً بیس سال بعد پھر دوبارہ حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس وقت میں نے اس فن میں اپنی واقفیت کو امام ذہبیؒ سے کچھ زیادہ پایا، پھر میں نے زم زم پیتے وقت اس سے اونچا مرتبہ حاصل ہونے کی دعا

کی، مجھے اللہ تعالیٰ سے اس کے بھی حصول کی امید ہے۔'' (فتح القدیر، ج:۲،ص:۵۰۷)

امام المحدثین حضرت زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ کے پیٹ میں ایک مرتبہ شدید تکلیف تھی، انہوں نے اس سے نجات کے لیے زم زم پیا، اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمادی، اور شفایاب ہوگئے۔ (شفاء الغرام)

امام تقی الدین فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شیخ احمد بن عبداللہ الشریفیؒ نابینا ہوگئے تھے، انہوں نے زم زم بینائی واپس لوٹنے کی نیت سے پیا، پس اُن کی بینائی واپس لوٹ آئی۔ (شفاء الغرام)

زم زم سے بچوں کی تحنیک

علّامہ فاکہیؒ نے ''اخبارِ مکہ'' میں روایت کیا ہے کہ حبیب بن ثابتؒ کہتے ہیں کہ: میں نے عطاءؒ سے پوچھا کہ میں زم زم کے پانی کو مکہ مکرمہ سے کہیں دور لے جا سکتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا: ''جی ہاں!'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زم زم کو بوتلوں میں بھر کر لے جایا کرتے تھے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم زم زم کو عجوہ کھجور کے ساتھ ملا کر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی تحنیک بھی فرماتے۔ (اخبار مکۃ للفاکہی، ج:۲،ص:۵)

زم زم کے پینے کے آداب

علماء کرام نے زم زم پینے کے متعدد آداب بیان کیے ہیں:

۱:-شروع میں بسم اللہ پڑھنا

۲:-تین سانسوں میں پینا

۳:-سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے ہٹالینا

۴:-قبلہ رخ ہونا

۵:-خوب سیر ہوکر پینا

۶:-دنیا وآخرت کی کوئی خوبی حاصل ہونے کی نیت کرکے پینا۔

زم زم کھڑے ہوکر پیا جائے یا بیٹھ کر

اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ زم زم کو کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے یا بیٹھ کر، ملا علی قاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مناسک میں تخییر کا قول اختیار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''(ثم يأتي زمزم) أي بئرها (فيشرب من مائها) أي قائمًا وقاعدًا۔'' یعنی پھر زم زم کے کنویں کے پاس آئے اور اس سے پانی پیے، چاہے کھڑے ہوکر پیا جائے یا بیٹھ کر۔ بعض حضرات نے کھڑے ہوکر پینے کو مستحب قرار دیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر نوش فرمایا تھا، جبکہ بعض علماء کرام نے بیٹھ کر پینے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ بہر حال چونکہ دونوں طرف جلیل القدر علماء ہیں، لہٰذا کسی بھی طریقہ کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

ایک ضروری وضاحت

زم زم اخلاص اور اعتقاد کے ساتھ جس مقصد کے لیے پیا جائے وہی پورا ہوجاتا ہے، مگر کبھی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت اس کے بدلے میں دوسری نعمت عطا فرما دیتے ہیں، یا اس کے بدلے کوئی بلا ٹال دیتے ہیں، یا اس کا اجر وثواب آخرت میں محفوظ فرما دیتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے حق میں زیادہ جانتے ہیں کہ میرے بندہ کے لیے کیا بہتر ہے۔ ایسے ہی بعض گناہ بھی دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتے ہیں، جیسے حرام کی کمائی، والدین کی نافرمانی، کسی کی حق تلفی، قطع رحمی، وغیرہ۔ یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ جس نیت سے پانی پی رہا ہے، اس کو حاصل کرنے کا سبب بھی اختیار کرے، اور یہ بھی دعا کے آداب میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زم زم سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❊❊❊

ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہونے والا
تربیتی، اصلاحی اور تبلیغی رسالہ
تاجر حضرات اپنے کاروبار اور مصنوعات کی موثر تشہیر کے لئے ماہنامہ دار التقوی کا انتخاب کریں

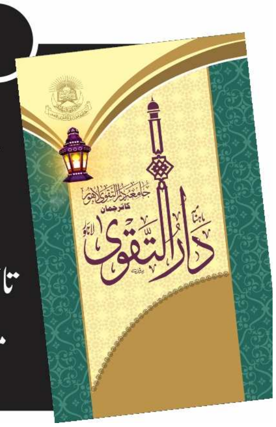

ایک ماں ہونی چاہیے

انتخاب: محمد وقاص صدیقی

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر جس طرح دنیا بھر میں غم، محبت، وابستگی اور عقیدت کی لہر اٹھی، وہ ایک پورے عہد کا وداع ہے۔ لاکھوں مریدین، غیر معمولی اجتماع، دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلا ہوا فکری و روحانی نیٹ ورک، اور خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ، سنجیدہ اور متانت والے طبقے کی اصلاح یہ سب کچھ کسی ایک دن کی محنت کا نتیجہ نہیں تھا۔ لیکن اگر اس عظیم الشان منظر کے پیچھے جھانک کر دیکھا جائے تو ایک خاموش، گمنام اور بے مثال حقیقت نظر آتی ہے: ایک ماں ہونی چاہیے

حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی رحمہ اللہ خود فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے زندگی میں سب سے زیادہ جس ہستی کو روتے ہوئے دیکھا، وہ ان کی ماں تھیں۔ تین سال کی عمر، تہجد کا وقت، ماں کا اللہ کے سامنے رونا، گڑگڑانا، دعائیں کرنا اور ننھا ذوالفقار جاگ کر بیٹھ جانا۔ کبھی کبھی ماں دعا میں بیٹے کا نام بھی لے لیتی تھیں۔ وہ آنسو کسی دنیاوی کامیابی کے لیے نہ تھے، وہ آنسو اللہ سے ایک بندہ مانگنے کے تھے۔ آج ہم پیر ذوالفقار رحمہ اللہ کے لاکھوں مریدین کو دیکھتے ہیں، مگر اصل میں کہنا یہ چاہیے: ایک ماں ہونی چاہیے

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو دیکھ لیجیے۔ سات سال کی عمر میں بینائی ختم ہوگئی۔ ایک ماں ہے جو ہمت نہیں ہارتی، مایوس نہیں ہوتی، راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتی ہے، دعائیں کرتی ہے، تڑپتی ہے۔ یہاں تک کہ خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہاری دعاؤں کی وجہ سے اللہ نے تمہارے بیٹے کی بینائی واپس کر دی۔ صرف بینائی ہی واپس نہ آئی، ایسی غیر معمولی ذہانت عطا ہوئی کہ وہ امام بخاری بن گئے۔ ہم امام بخاری کو دیکھتے ہیں، مگر تاریخ ہمیں بتاتی ہے: ایک ماں ہونی چاہیے

حضرت ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ جنہیں دنیا محبت سے علی میاںؒ اور میاں جیؒ کہتی ہے۔ ایک عجمی عالم، مگر عرب دنیا میں ایسی علمی قبولیت کہ بڑے بڑے عرب علماء ان کے معترف بن گئے۔ یہ کوئی معمولی

بات نہ تھی۔اس کے پیچھے بھی ایک ماں تھی دعاؤں میں گھلی ہوئی، آنسوؤں میں بھیگی ہوئی، ہر لمحہ بیٹے کو اللہ کے حوالے کرنے والی۔ یہ عظمت خود بخود نہیں آتی، اس کے پیچھے بھی وہی راز ہے: ایک ماں ہونی چاہیے

دعوت وتبلیغ کے عالمی کام کو دیکھیے۔حضرت مولانا محمد الیاسؒ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ایک عالمی دعوتی تحریک قائم فرمائی۔ظاہر میں یہ ایک جماعت ہے، ایک نظم ہے، ایک تحریک ہے، مگر اس کے پیچھے ایک ماں کا درد، ایک ماں کی قربانی، ایک ماں کی دعائیں شامل ہیں۔دعوت کی تاریخ بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے:

ایک ماں ہونی چاہیے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ پیرانِ پیر۔بچپن میں ڈاکوؤں کے سامنے بھی جھوٹ نہ بولنا، یہ کوئی وقتی نیکی نہیں تھی، یہ ماں کی گود میں دی گئی تربیت تھی۔سچ بولنے کا وہ سبق جس نے ایک عبدالقادر کو غوثِ اعظم بنا دیا۔ یہ کردار یونہی نہیں بنتے، ان کے پیچھے بھی وہی حقیقت ہے: ایک ماں ہونی چاہیے

اور ذرا موجودہ دور کی مثال لیجیے۔حرمِ کعبہ کے امام، شیخ عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ۔بچپن میں جب وہ شرارت کرتے تو ان کی ماں محبت اور دعا کے انداز میں کہا کرتی تھیں: "جا، تجھے اللہ حرم کا امام بنائے!" وہ جملہ ماں کی زبان سے نکلا، مگر دعا بن کر آسمانوں تک پہنچ گیا۔آج وہی بچہ حرم کا امام ہے، دنیا کروڑوں لوگوں کے دل اس کی آواز سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کوئی اتفاق نہیں تھا، اس کے پیچھے بھی وہی راز ہے:

ایک ماں ہونی چاہیے۔

یہ مضمون کسی ایک شخصیت کی تعریف یا کسی ایک وفات کا نوحہ نہیں، بلکہ ایک نسلی پیغام ہے۔ہم کہتے ہیں کہ ہمیں بہتر نسل چاہئیں، ہمیں علماء چاہیے، ہمیں داعی چاہیے، ہمیں مصلح چاہیے مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ نسلیں صرف اداروں سے نہیں بنتیں، اصل نسل ماں کی گود میں بنتی ہے۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ پیر ذوالفقار رحمہ اللہ جیسے لوگ پیدا ہوں، امام بخاری جیسے محقق آئیں، علی میاںؒ جیسے مفکر پیدا ہوں، مولانا الیاسؒ جیسے داعی اٹھیں، اور سدیس جیسے امام سامنے آئیں تو پھر ہمیں ماننا ہوگا: * ایک ماں ہونی چاہیے *

***

مصنوعی ذہانت میں ہیلوسینیشن کی حقیقت

اوراس کے ممکنہ اثرات

تحریر: ڈاکٹر حضرت علی، اسٹرلنگ یونیورسٹی، برطانیہ

پہلے ہم آسان الفاظ میں ہیلوسینیشن (hallucinations) کی وضاحت کرتے ہیں تا کہ ہم سمجھ لیں کہ ہیلوسینیشن اور بالخصوص مصنوعی ذہانت یا اے آئی ہیلوسینیشن کیا چیز ہے۔ جب ہم اے آئی ہیلوسینیشن کی بات کرتے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟

آسان الفاظ میں ہیلوسینیشن کو ہمیں اس طرح سے سمجھنا چاہیے کہ اکثر اوقات اے آئی ٹولز جیسا کہ چیٹ جی پی ٹی جب ہمیں کوئی نئی تحریر بنا کر کے دیتا ہے یا ہم اس سے کوئی بھی مواد بنوانا چاہتے ہیں تو وہ کچھ ایسی انفارمیشن یعنی مواد بھی بنا کر دیتا ہے کہ جو حقیقت میں درست نہیں ہوتا۔لیکن ان معلومات کو وہ ایسے ہی تحریری شکل میں اور پُراعتماد انداز میں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جیسا کہ ایک حقیقی تحریر یا حقیقی معلومات کو پیش کرتا ہے۔ اس کی ایک فرضی مثال یہ لیجیے کہ اگر ہم کی چیٹ جی پی ٹی سے کہیں کہ وہ ہمیں دنیا کے دس بڑے ممالک کے نام لکھ کر دے تو عین ممکن ہے تو کہ جن دس ممالک کے نام اس نے ہمیں لکھ کر دیے ان میں سے نو ممالک تو حقیقتاً موجود ہوں لیکن ایک ایسا ملک کہ جو حقیقت میں موجود نہ ہو، اس کا نام وہ خود سے تخلیق کر کے اسی فہرست میں پیش کر دے۔ اب پڑھنے والے کو اگر اس کا ادراک نہیں ہے تو جب وہ ان دس ممالک کے ناموں کو پڑھے گا ان میں سے نو نام بالکل حقیقی ہوں گے، مثال کے طور پہ امریکہ کا نام آ گیا، برطانیہ کا نام آ گیا یا پاکستان کا نام آ گیا۔تو اس فہرست کو پڑھنے والا یہی سمجھے گا کہ چیٹ جی پی ٹی نے مجھے ایک زبردست قسم کی تحریر جنریٹ کر کے دی ہے، جبکہ اس بات سے بلکل بے خبر ہو گا کہ انہی دس ممالک میں ایک نام ایسا ہے کہ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں،تو یہ آسان الفاظ میں ہیلیوسنیشن کی ایک مثال ہے۔

اب ہم مختلف جریدوں اور ٹیکنالوجی کی کمپنیوں کے حوالہ سے ہیلوسینیشن کی تعریف بھی پیش کرتے ہیں ۔
مشہور کمپنی آئی بی ایم (IBM) کے بلاگ پر ہیلوسینیشن کی تعریف:

in a large,AI hallucination is a phenomenon where often a generative AI chatbot or((L L M language model perceives patterns or objects that are,computer vision tool creating,nonexistent or imperceptible to human observers .outputs that are nonsensical or altogether inaccurate

"اے آئی ہیلوسینیشن ایک ایسا رجحان ہے جہاں، ایک بڑے لینگوئج ماڈل (LLM) میں اکثر ایک تخلیقی AI چیٹ بوٹ یا کمپیوٹر ویژن ٹول، ایسے نمونوں یا اشیاء کو محسوس کرتا ہے جو غیر موجود یا انسان کے لیے (یا گویا انسانی عقل کے مطابق) ناقابل تصور ہوتے ہیں، جس کا نتیجہ ایسا مواد کی صورت میں آتا ہے جو غیر معقول یا مکمل طور پر غلط ہو"۔ بحوالہ نمبر ا۔

گوگل انتہائی آسان اور سادہ الفاظ میں اسکی تعریف یوں کرتا ہے:

AI hallucinations are incorrect or misleading results that AI models generate۔

"اے آئی ہیلوسینیشن غلط یا گمراہ کن نتائج ہیں جو AI ماڈلز پیدا کرتے ہیں"۔ بحوالہ نمبر ۲

اب آیئے ہم کچھ مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہیلوسینیشن کے کیا اثرات ہو سکتے ہیں اور کیا اس کے ہوتے ہوئے ہم جنریٹو اے ائی کو واقعی ایسے شعبہ اور مضامین کے لیے استعمال کر سکتے ہیں کہ جو انتہائی حساس نوعیت کے ہو۔ دوسرے الفاظ میں بغیر اس کو سمجھے ہوئے کہ اے آئی کا ماڈل کیسے کام کرتا ہے اگر ہم حساس موضوع پر اے آئی کو استعمال کریں گے تو اس کے کیا نقصانات ہو سکتے ہیں اور اسکے ساتھ کونسے خدشات وابستہ ہیں۔

مثال نمبر ا۔ میں آپ کے سامنے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔ یہ جون ۲۰۲۳ کا واقعہ ہے۔ امریکہ میں ایک وکیل نے چیٹ جی پی ٹی کا استعمال کرتے ہوئے اپنے کیس کے لیے مواد بنایا۔ تو جیسے وکیل کیس کی تیاری کرتے ہیں اور مختلف دلائل اور حوالہ جات پیش کرتے ہیں، تو ایسے ہی اس وکیل نے اے آئی کا

استعمال کرتے ہوئے دلائل اور حوالہ جات تیار کیے۔ اور اس کیس کی تیاری میں اے آئی نے خوب مدد دی۔ لیکن جب بعد میں اس کیس کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ چیٹ جی پی ٹی نے فرضی دلائل اور حوالہ جات دیے تھے جو کہ جو حقیقت میں موجود نہیں تھے۔ چنانچہ اس وکیل کو عدالت کی طرف سے بھاری جرمانے کا سامنا کرنا پڑا، اور خفت الگ سے اٹھانا پڑی۔ آپ اس واقعہ کے بارے میں انٹرنیٹ اور نیوز سرچ کریں گے تو آپ کو کافی ساری پبلک نیوز مل جائے گی۔ (بحوالہ ریوٹرز اور دیگر بین الاقوامی اخبارات، نمبر ۳)

مثال نمبر ۲۔ اب ایک اور واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ گوگل اور اسکی ذیلی کمپنی ڈیپ مائنڈ، ٹیکنالوجی اور اے آئی کی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مئی ۲۰۲۴ میں انہوں نے ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا۔ اس مقالہ میں گوگل جیمینائی (گوگل کا اے آئی ٹول) کو مختلف میڈیکل ڈیٹا اور تصاویر پر استعمال کیا گیا۔ اس اے آئی ٹول نے انسانی دماغ کے بارے میں تحریر بناتے ہوئے ایک ایسے آرگن (عضو) یا خلیہ کا نام لیا جو کہ حقیقت میں موجود ہی نہیں اور اس کو basilar ganglia کا نام دیا۔ یہ نام اے آئی نے خود سے تخلیق کیا، یا گویا فرضی نام تخلیق کیا۔ (بحوالہ نمبر ۴) گوگل کا یہ تحقیقی مقالہ اب بھی انٹرنٹ پر موجود ہے (دیکھیے حوالہ نمبر ۵)

مثال نمبر ۳۔ اب میں آپ کے سامنے ایک ایسی مثال پیش کرتا ہوں جو زیادہ حساس نوعیت کی ہے۔ اپریل ۲۰۲۵ میں مسلم کونسل آف برطانیہ، جو برطانیہ میں مسلمانوں کا ایک ادارہ ہے، اس نے اپنی ویب سائٹ پر جمعہ کا خطبہ شائع کیا، جیسا کہ بعض اداروں کی طرف سے عام طور سے بیانات اور خطبات کو سوشل میڈیا یا ویب سائٹ پر بھی شائع کر دیا جاتا ہے۔ اس خطبہ میں ایک خود ساختہ قرآنی آیت کا حوالہ دیا گیا تھا، ایک ایسی آیت جو حقیقت میں موجود ہی نہیں۔ شائع ہونے کے بعد کسی کی نشاندہی کرنے پر پتہ چلا کہ ایسی کوئی آیت قران میں موجود نہیں ہے۔ بعد میں اس ادارے کی طرف سے شائع شدہ مواد کو فوراً حذف کر دیا گیا، اور ایک وضاحتی پیغام ٹویٹر (موجود ایکس) پر دیا گیا۔ وضاحتی ٹویٹ کا عکس ذیل کی تصویر میں ملاحظہ ہو (بحوالہ نمبر ۶)

ان مثالوں سے ہم ہیلوسینیشن کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور یہ بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اے آئی کو بغیر محتاط استعمال کے اور بغیر اس کے اثرات سمجھے ہوئے، اگر ہم عوام الناس کو اپنے قول یا عمل سے ایسی ترغیب دیں گے کہ عوام الناس بھی دینی وفقہی مسائل میں اے آئی ٹولز کا اندھا دھن استعمال کریں اور وہاں سے مسئلہ اخذ

کریں، تو اس کے نقصانات کا اندازہ خود لگائیں۔اور ایسی صورت حال میں عوام الناس کا علماء اور مستند مفتیان کرام سے فاصلہ کتنا بڑھ سکتا ہے یہ بھی سوچنے کی ضرورت ہے۔

امید ہے کہ یہ مختصر تحریر قارئین کے لیے کچھ رہنمائی کا ذریعہ بنے گی، اور صاحبانِ علم حساس نوعیت کے مسائل میں اے آئی کے استعمال میں مزید احتیاط سے کام لیں گے اور احتیاط کی تاکید بھی کریں گے۔

حوالہ جات:

نمبر ۱۔https://www.ibm.com/think/topics/ai-hallucinations

نمبر ۲۔
https://cloud.google.com/discover/what-are-ai-hallucinations

نمبر ۳۔
https://com/legal/new-york-lawyers-sanctioned-using-fake-chatgpt-cases-legal-brief-2023

نمبر ۴۔
https://futurism.com/neoscope/google-healthcare-ai-makes-up-body-part

نمبر ۵۔https://arxiv.org/abs/2405.03162

نمبر ۶۔
https://x.com/MuslimCouncil/status/1907853817124892934

❊❊❊

خط نستعلیق

مولانا احسن عبدالشکور استاذ الحدیث

جامعہ دار التقویٰ لاہور

اللہ تعالی نے انسان کو لکھنے کا ایسا ہنر عطا فرمایا ہے کہ انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کے ہاں نظر نہیں آتا۔ لکھنے کے اس ہنر میں انسان نے اتنی وسعت پیدا کی کہ ایک ہی بات کو لکھنے کے بیسیوں طریقے ایجاد کر لیے۔ دیگر تمام فنون کی طرح، لکھائی نے بھی ترقی کی اور بہت سے خط مستقل طور پر وجود میں آ گئے۔ بعض خطوط میں خوبصورتی کا پہلو غالب ہے، جیسے (خط ثلث)۔ بعض خطوط کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے بہت آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے، جیسے: (خط نسخ)۔ اور بعض خطوط ایسے ہیں جنہیں تیز رفتار سے لکھنا آسان ہے، جیسے: (خط رقعہ)۔ اور بعض خطوط لکھائی میں جگہ کم گھیرتے ہیں، جیسے: (خط نستعلیق)۔ چنانچہ انہی خصوصیات کی وجہ سے انہیں مختلف مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔ چنانچہ:

عربی کتابوں کے ناموں کے لیے بہترین خط: (الثلث)۔

قرآن مجید کی لکھائی کے لیے بہترین خط: (النسخ) ہے۔

استاد کے درس کے دوران تقریر ضبط کرنے کے لیے بہترین خط: (رقعہ) ہے۔

اور جگہ کم گھیرنے کی وجہ سے حواشی لکھنے کے لیے خط: (نستعلیق) کو استعمال کیا گیا ہے۔

ہمارے دیار میں ایک معروف خط: (خط نستعلیق) ہے۔ اسے عام طور پر (خط تعلیق)، (خط فارسی)، اور (خط نستعلیق) بھی کہتے ہیں۔ ہماری یہ تحریر اسی خط کے بارے میں ہے۔ کئی مرتبہ یہ سوال سامنے آیا کہ اتنے سارے ناموں میں سے اس خط کا اصلی نام کیا ہے؟۔

حقیقت یہ ہے کہ اپنی اصل روش کے اعتبار سے یہ خط فارسی ہے، لیکن مختلف ادوار اور مختلف اساتذہ کے تحسینی رجحانات کی وجہ سے اس میں بہت ترقی ہوتی رہی ہے۔ اور اس خط کے مذکورہ بالا تمام

نام درست اور صحیح ہیں۔ چونکہ اس خط کی خصوصیت یہ ہے کہ تھوڑی سی جگہ میں لمبے الفاظ لکھنا ممکن ہو جاتا ہے، اس لیے جب مختلف خطوط میں کتابیں لکھی جانے لگیں، تو ان کے حواشی لکھنے کے لیے اس خط کو اختیار کیا جانے لگا۔ چنانچہ قدیم مخطوطات اور ماضی قریب تک عربی کی درسی کتب میں متن کو تو خط نسخ میں لکھا جاتا تھا، لیکن اس کے حواشی، بین السطور اور مختلف قسم کے ملاحظات لکھنے کے لیے اسی خط کو استعمال کیا جاتا تھا۔ اور اس میں درج ذیل قواعد کا خیال رکھا جاتا تھا:

اگرچہ مصنف کا لکھا ہوا متن اور حاشیہ دونوں عربی میں ہوگا، لیکن متن اور حاشیے میں فرق اس طرح کیا جائے گا کہ: مؤلف کا متن خط نسخ میں ہوگا، اور حاشیہ خط فارسی میں لکھا جائے گا، تاکہ دور ہی سے پتہ چل جائے کہ یہ عبارت متن کی ہے، اور یہ عبارت حاشیہ لکھنے والے کی ہے اور مؤلف کے لکھے ہوئے متن کا حصہ نہیں ہے۔

مصنف کی عبارت کو ذرا کھلا کھلا لکھا جائے گا۔ اور حواشی کو کم مسافت کے ساتھ، تھوڑی جگہ میں لکھا جائے گا۔

عربی متن کی عبارت کو تھوڑے سے جھکاؤ کے ساتھ لکھا جائے گا تاکہ سطروں کے توازن، روانی اور خوبصورتی میں لطافت کے ساتھ ساتھ، شرح سے امتیاز بھی پیدا ہو جائے۔

جن حروف کی لکھائی میں پیالہ بنتا ہے، جیسے ب، ج، س، ش اور (ی) وغیرہ، ان کو ذرا لمبا کر کے لکھا جائے۔

ابتدا میں ان بنیادی اصولوں کی بنیاد پر کتابیں لکھی جانے لگیں، اور آہستہ آہستہ اس صنعت نے کتابت کے شعبے میں اچھی بھلی ترقی کر لی، اور آج تک ترقی کا یہ سفر جاری ہے۔ اس تحریر میں یہی بتانا مقصود تھا کہ چونکہ کتابوں کے حواشی لکھنے کے لیے اس خط کو اختیار کیا گیا تھا اس لیے علمی حلقوں میں اسے (خط تعلیق) کہا جانے لگا۔

اور اس خط کو (خط فارسی) کہنے کی وجہ یہ بنی کہ جن ملکوں میں اس خط کو زیادہ تر استعمال کیا گیا، اور وہاں کتابیں اس خط میں لکھی گئیں، اور بڑے بڑے خطاط وہاں پیدا ہوئے، گویا کہ یہ خط جن ملکوں میں پروان چڑھا، اور جہاں اسے صیقل کیا گیا، وہ ایران، افغانستان، جوزجان، ترکمانستان اور ان کے ملحقہ علاقے ہیں، اور وہاں فارسی زبان رائج تھی، چنانچہ عوام کے ہاں یہ (خط فارسی) کے نام سے مشہور

ہو گیا۔ باقی اس خط کو (خطِ نستعلیق) کہنے کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس کا باقاعدہ نام نہیں تھا، بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ لوگوں نے اسے یہ نام دے دیا۔

یہ نام دراصل ان دو لفظوں سے جڑ کر بنا ہے: (نسخ + تعلیق)۔ اور اس کی وجہ یہ بنی کہ جب کوئی دستاویز یا کتاب ایسی لکھائی میں لکھی جاتی جس میں صفائی بھی ہو جو خط نسخ کا خاصہ ہے، اور اس میں کچھ میلان اور تیز رفتاری سے لکھے جانے کی گنجائش بھی ہو، جو خطِ تعلیق (یعنی خط فارسی) کا خاصہ ہے، تو خط فارسی سے ملتا جلتا خط استعمال کیا جاتا۔ اور اسی وجہ سے شروع شروع میں تو اسے خط (نسخ و تعلیق) کا نام دیا گیا۔ اور اب مرورِ زمانہ کے ساتھ اس خط کو اپنے نئے نام (نستعلیق) کے ساتھ معروف ہوئے بھی عرصہ ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

❊❊❊

جب ایک عورت اللہ کو اپنا محبوب بنا لے

بنت رمضان ایڈن شاخ

محبت دراصل کسی شے کا محض نام نہیں، بلکہ یہ ایک کیفیت ہے، ایک مسلسل جستجو۔

محبت یہ ہے کہ ہر لمحہ محبوب کی خوشی تلاش کی جائے، اس کی رضا، اس کی مسکراہٹ اور اس کی خوشنودی کو اپنی فکر بنا لیا جائے۔

محبت میں بندہ خود کو بھول جاتا ہے، اپنی خواہشات، اپنی راحت، حتیٰ کہ اپنا وجود بھی۔

محبوب کی خاطر جو کچھ بھی پیش آ جائے، اس کی پروا نہیں رہتی، بلکہ جتنا محبوب کے لیے خود کو مٹایا جائے، اتنا ہی دل کو سرور ملتا ہے۔

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ محبت کا نام ہے محبوب کی خوشی کو ڈھونڈتے رہنا۔

عاشق کا دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ کچھ بھی ہو جائے، میں اپنے محبوب کو ناراض نہیں کر سکتا، اسی لیے وہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی خوشی کی بھی تلاش میں رہتا ہے۔

اور اگر اس زاویے سے دیکھا جائے تو حقیقت میں ہمارا سب سے بڑا اقرار یہی کلمہ ہے: لا إله إلا الله یہ کلمہ ہر مسلمان عورت کے دل سے نکلنے والا اعلان ہے کہ: یا اللہ! میں کسی کی نہیں، صرف آپ کی ہوں۔

لا إله میں نفس، شیطان، دنیا اور خواہشات کی بندگی سے انکار کرتی ہوں۔

"إلا اللہ" میں صرف آپ کو چاہتی ہوں، آپ ہی کی رضا میری منزل ہے۔

یہ کلمہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم دنیا کے منصب، شہرت، رتبے اور فائدے نہیں دیکھتے، ہم یہ نہیں سوچتے کہ اس سے مجھے کیا ملے گا، بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ راضی ہوں گے یا ناراض۔

جچتی نہیں ہے شوکت ان کی نظر میں کسی کی
بس رہا جن کی نظر میں جلال تیرا

دنیا کے رنگ ڈھنگ، رسم و رواج اور چمک دمک چاہے کتنی ہی دلکش کیوں نہ ہوں، ایک عاشقۂ الٰہی کی نظر صرف اپنے رب پر ہوتی ہے۔ یہی وہ کیفیت تھی جو ہمارے پیارے صحابہؓ کی زندگیوں میں نظر آتی ہے۔

کلمۂ توحید ان کی رگوں میں رچ بس گیا تھا۔اسی لیے قرآن جہاں ان کا ذکر کرتا ہے، وہاں ان کے اعمال کے ساتھ یہ بھی فرماتا ہے:"إلا ابتغاء وجه ربّه الأعلى"یعنی: وہ سب کچھ صرف اپنے رب کی رضا کے لیے کرتے تھے۔

تپتی ریت پر لیٹ جانا،"احد، احد" کی صدائیں بلند کرنا، جسم کے ٹکڑے کروا دینا، اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دینا۔

یہ سب صرف اس لیے تھا کہ اللہ خوش ہو جائیں۔اسی محبت کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"رضي الله عنهم و رضوا عنه"

اللہ ان سے راضی ہو گیا، اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔اب ذرا ہم خود سے سوال کریں:

اگر ہم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہیں تو پھر گناہوں کو چھوڑنا اتنا مشکل کیوں لگتا ہے؟ کیوں آنکھیں بے لگام ہو جاتی ہیں؟

کیوں زبان کسی کو زخمی کر دیتی ہے؟ کیوں دل یہ نہیں سوچتا کہ میرا رب اس عمل سے خوش ہوگا یا ناراض؟

یہ کلمۂ طیبہ ہمیں وفاداری سکھاتا ہے۔

اب ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا ہے کہ ہم کس حد تک اس وفاداری پر پوری اترتی ہیں۔

یقین جانیے!

جس دن ہم نے گناہوں کو چھوڑ دیا، اللہ کی قسم! زندگی حیرت انگیز طور پر خوبصورت ہو جائے گی۔

اللہ ہمارے ناز اٹھائیں گے، ہم پر اپنی خاص رحمتیں نازل کریں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ففروا إلى الله اللہ کی طرف دوڑو۔

اور ہم؟

ہم اکثر نفس کے پیچھے دوڑتی رہتی ہیں، یہ سوچے بغیر کہ اللہ راضی ہیں یا ناراض۔جب بندہ اور خاص طور پر ایک مومن عورت اللہ کی خاطر اپنے نفس کو توڑتی ہے، اپنی خواہشات کو قربان کرتی ہے،

تو یاد رکھیے!

اللہ بہت قدردان ہیں۔

ہے دردِ دل دے کر اس نے یہ ارشاد کیا
ہم اسی گھر میں رہیں گے جسے برباد کیا

یہی وہ تقویٰ ہے جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اللہ یہ نہیں فرماتے کہ میں صرف نمازیوں، روزہ داروں یا صالحین کے ساتھ ہوں، بلکہ فرماتے ہیں: میں ان کے ساتھ ہوں جو مجھے ناراض ہونے سے بچاتے ہیں۔

یہی حقیقی محبت ہے۔ یہی عشق کی معراج ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کا راستہ یہی ہے کہ ہم نفس اور شیطان کو چھوڑ کر صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے نقشِ قدم پر چلیں۔

دنیا میں فنا فی اللہ ہونا ہی اصل کامیابی ہے۔ اللہ ہمیں سچی محبت، کامل وفاداری اور اپنی رضا کی جستجو نصیب فرمائے۔

آمین

***

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت نماز تہجد میں صرف اتنی بلند ہوتی تھی کہ مثلاً اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمرے کے اندر پڑھ رہے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک باہر صحن میں بیٹھا ہوا آدمی سن سکتا تھا۔ (ابوداؤد)

امتحان میں عمدہ کامیابی کے چند رہنما اصول اور مجرب وظائف

عبداللہ عبدالرحیم، لاہور

وارثین انبیاء ! امید ہے آپ خیریت سے ہونگے اور اپنے علمی سفر کو عمدہ طریقہ سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعی اور جدو جہد میں مصروف ہونگے، اللہ تعالی آپ کی محنتوں کو قبول فرما کر آپ کو کامیابیوں کی دولت سے مالا مال فرمائے آمین۔

جنوری کا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ کو بخوبی علم ہے کہ اسی مہینے 17 تاریخ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام مدارس دینیہ کے انفرادی واجتماعی سالانہ امتحان ہونگے ان شاء اللہ ، یہ امتحانات طلبہ کی صلاحیتوں کو جانچنے کا بہترین ذریعہ ہیں اسکے ذریعہ طلبہ کی گذشتہ سال کی محنت ولگن سے واقفیت حاصل کر کے آئندہ کے سفر میں ان کے لئے معیار مقرر کیا جاتا ہے۔

لیکن بہت مرتبہ ایک بہت ذہین طالب علم جس نے محنت بھی خوب کی ہوتی ہے، اپنے مدرسہ کے تمام اصول وضوابط پر بھی عمل کیا ہوتا ہے اور وفاق کے کل قوانین کی پاسداری بھی کی ہوتی ہے نیز مطالعہ وتکرار کے اہتمام کے ساتھ ساتھ تمام اسباق بھی خوب دھیان سے پڑھے ہوتے ہیں مگر ان سب چیزوں کے باوجود پرچہ کی تیاری یا پرچہ حل کرنے میں معمولی سی خطاء کی وجہ سے ان صفات سے مزین طالب بھی اپنی صلاحیتوں کو گنوا بیٹھتا ہے۔

اسی وجہ سے ماہنامہ دارالتقوی کی مجلس ادارت نے یہ فیصلہ کیا کہ حسب سابق امسال بھی جنوری کے شمارہ میں چند صفحات قارئین (طلبہ) کے لئے ایسے ہونے چاہیں جو امتحانات کو عمدہ بنانے کے اصولوں پر مشتمل ہوں۔

(1) مکمل کتاب کا دہرانا: اگر چہ آپ کتابوں کے حافظ ہی کیوں نہ ہوں لیکن اس بات کو یقینی بنائیں کہ جس کتاب کا آپ کا پرچہ ہے اس سے پچھلے روز کم از کم ایک مرتبہ وہ کتاب مکمل آپ کی نظر سے گزر

جائے اس کے لئے سب سے ضروری ہوگا کہ آپ کم از کم امتحان کے دنوں میں اپنا نظام الاوقات بنائیں اور اس میں ہر ایک عمل مثلاً کھانا، سونا، عبادات، تفریح اور پڑھائی کے لئے وقت مقرر کریں پھر جو وقت پڑھائی کے لئے ہوا سے اگلے یوم کے پرچہ والی کتاب کے صفحات پر تقسیم کر کے اس کے حساب سے تیاری کریں۔

(2):۔ دعاؤں کا اہتمام: کوشش کریں کہ امتحان کے ایام میں اپنی دعاؤں کے اوقات کو بڑھا دیں پر نماز کے ساتھ ساتھ تیاری شروع کرنے سے پہلے، رات کو سوتے وقت اور صبح تیاری مکمل کرنے کے بعد نیز اسی طرح امتحان ہال میں داخل ہونے سے پہلے خصوصی طور پر دعاء مانگنے کا اہتمام فرمائیں۔

(3): لکھائی/ املاء کی درستگی:۔ امتحان میں عمدہ کامیابی کے لئے ایک چیز یہ بھی ضروری ہے کہ آپ نہ صرف اپنی لکھائی میں خوبصورتی پیدا کریں بلکہ زیادہ سے زیادہ لکھنے کی مشق کریں علم اور قلم کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے ہم جولی ہیں مگر بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ مدارس کے طلبہ زیادہ تر اس قلم کو پکڑنے سے نا آشنا ہیں جس کی قرآن میں ن والقلم کہہ کر قسم اٹھائی گئی ہے اور علم بالقلم کہہ کر اس کی اہمیت سمجھائی گئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ایک طالب علم کے لئے عمدہ خط سے نا آشنائی بہت ہی عیب کی بات ہے لہذا ابھی بھی آپ کے پاس کچھ وقت ہے اسے غنیمت جانیے اور آج ہی سے اپنی لکھائی درست کیجئے، املاء کی غلطیاں دور کیجئے، حروف، شوشے، دائرے کش، علامات، ترقیم سب ٹھیک ٹھیک لکھئے اور املاء کی درستگی کے لئے روزانہ کم از کم تین صفحوں کی املاء کیجئے۔

(4): آلات پرچہ کی تیاری:۔ پہلے پرچہ سے ایک روز قبل ہی امتحان ہال میں داخلہ کے لئے ضروری اشیاء (شناخت نامہ، رول نمبر سلپ وغیرہ) نیز پرچہ حل کرنے کے آلات قلم، مارکر، پینسل، امتحانی گتہ وغیرہ کی خوب تسلی کر لیں کہ یہ تمام اشیاء آپ کے پاس موجود ہیں؟ اگر نہیں تو ابھی سے ان کا بندوبست کر لیں آخری وقت پر نہ چھوڑیں ورنہ پریشانی کا سامنا ہو سکتا ہے۔

(5):۔ جوابی کاپی کو عمدہ بنائیں:۔ اب آپ خوب عمدہ تیاری کے ساتھ امتحان ہال میں تشریف لا چکے ہیں لیکن اب بھی اپنی صلاحیتوں کو بچانے کی ضرورت ہے لہذا جوابی کاپی سے متعلق چند باتوں کا خیال رکھیں۔

(الف): سب سے پہلے ضروری مندرجات صحیح صحیح پر کیجئے۔

(ب):۔ پرچہ کے ابتداء میں بسم اللہ لکھ لیں۔

(ج):۔ پرچہ کے کناروں پر مناسب خط کھینچ لیں جو آپ کو بعد میں کام آئے گا۔

(د):۔ جوابی کاپی پر بیل بوٹے بنانے سے اجتناب فرمائیں۔

(ر): سوال کی ہر ہر جزئی کے لئے علیحدہ سے نمایاں عنوان باندھیں ہیں۔

(س):۔ اپنے پرچہ کو عمدہ بنانے کے لئے پیرا گرافنگ، رموز واوقاف اور قوسین کا استعمال فرمائیں۔

(4): وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھیں:۔ آپ کے پاس پرچہ حل کرنے کے لئے جتنا وقت ہو اسے تقسیم کر کے خرچ کیجئے مثلاً اگر چار گھنٹے ہوں تو پہلا آدھا گھنٹہ سوالیہ پرچہ کو اچھی طرح پڑھنے کا اور تین گھنٹے سوالات کے اور آخری آدھا گھنٹہ پرچہ کی تصحیح اور نظر ثانی کا۔

(6): سوالیہ پرچہ دیکھتے ہی اندھا دھند حل کرنا شروع نہ کردیں بلکہ پہلے کم از کم تین مرتبہ اچھی طرح اس کو پڑھ لیں۔

(7): سوال حل کرنے سے پہلے اس کا مکمل جواب پہلے ایک مرتبہ اپنے ذہن میں دھرالیں، اگر آپ سوچ سوچ کر لکھیں گے تو اول تو آپ کا وقت بھی زیادہ لگے گا نیز آپ کے پرچے میں حذف واضافہ اور کاٹ چھانٹ بھی بہت ہوگی جس سے پرچے کی خوبصورتی کو واضح نقصان پہنچے گا۔

(8): تمام سوالات کو ایک جیسا وقت دیں۔

(9):۔ سوال کی ہر شق کو حل کرنے کی کوشش کریں کوئی خالی نہ چھوڑیں۔

(10):۔ پرچہ مکمل حل کرنے کے بعد غور سے اس پر نظر ثانی کرلیں اگر کوئی نئی بات ذہن میں آئے تو اطراف میں یا نیچے حاشیہ میں لکھ دیں۔

(11):۔ آخر میں ایک بہت اہم گزارش یہ ہے کہ امتحان ہال میں داخل ہونے کے بعد سوالیہ پرچہ ملنے سے پہلے آپ کو جو وقت ملے اسے لایعنی میں ضائع مت کریں بلکہ ذیل میں آپ کی خدمت میں چند اوراد وظائف لکھے جارہے ہیں ان کا یا کوئی اور وظیفہ آپ کے ذہن میں ہو تو اس کا اہتمام کریں تاکہ آپ ذکر اللہ میں مشغول رہیں۔

چند مجرب وظائف:

1:۔ امتحان ہال میں داخل ہونے سے قبل دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھنے کے بعد اسی جگہ پر بیٹھے یہ پڑھ لیں۔

1۔ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وبِالْمُؤْمِنِينَ

2:۔امتحان ہال میں اپنی جگہ پر بیٹھنے کے بعدایک مرتبہ بسم اللہ 11 مرتبہ رب یسر ولا تعسر و تمم با الخیر، 11 مرتبہ درود شریف، 11 مرتبہ یا علیم علمني یا خبیر اخبرني، 11 مرتبہ رب اشرح لی صدري ویسر لی امری 11 مرتبہ رب زدنی علما پڑھ کر اپنے اوپر اور قلم و کاغذ پر دم کرلیں ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

***

سانحہ وفات حضرت پیر ذوالفقار نقشبندیؒ وحضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندیؒ

انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت مولانا پیر ذوالفقاری نقشبندی رحمہ اللہ کا وجودِ مسعود ہم سب کے لیے باعثِ خیر و برکت تھا۔حضرت کا اس دارِ فانی سے پردہ فرما کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملنا، حضرت رحمہ اللہ علیہ کے اہلِ خانہ کے لیے بالخصوص اور تمام متعلقین واحباب کے لیے بالعموم ایک نہایت ہی رنج والم اور شدید صدمے کا مرحلہ ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نہ صرف ایک عظیم عالمِ دین تھے بلکہ عالمِ اسلام میں دینی واخلاقی تربیت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہے۔خواہ مدرسہ ہو یا خانقاہ، آپ کی خدمات ملکِ پاکستان میں نمایاں، مؤثر اور قابلِ قدر رہیں۔ بلاشبہ آپ کی رحلت ایک ایسا عظیم خلا ہے جو عرصۂ دراز تک محسوس کیا جاتا رہے گا۔

جامعہ دارالتقوی کے مہتمم و اراکینِ شوری اس غم کے موقع پر حضرت رحمہ اللہ علیہ کے اہلِ خانہ اور آپ کے مدرسہ کے تمام اساتذۂ کرام کے ساتھ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہم حضرتؒ کے اہلِ خانہ سے دلی اور قلبی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں، اور بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت حضرت رحمہ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے ان کے حسنات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ہمیں ان کے دینی واصلاحی مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق فرمائے آمین یا ربَّ العالمین

حضرت مولانا صاحبزادہ پیر عبدالرحیم نقشبندی رحمہ اللہ نہ صرف ایک باعمل عالم، صاحبِ نسبت پیر طریقت سلسلہ نقشبندیہ کے معتبر بزرگ تھے، اپنے بزرگوں کی علمی، دینی، تحریک کے سچے امین بھی تھے۔ان کی خدمات میں خانقاہی سلسلہ اور امت مسلمہ کی دینی، واخلاقی اصلاحی کوششیں بے مثال ہیں۔ان کی رحلت ایک ایسا خلا ہے جو عرصہ دراز تک محسوس کیا جاتا رہے گا۔تمام اراکین شوری اور اساتذہ و منتظمین جامعہ دارالتقوی حضرت نقشبندی رحمہ اللہ کی رحلت پر دلی تعزیت پیش کرتے ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، ان کے حسنات کو قبول فرمائے۔۔آمین

عقل کی گمراہی

انتخاب: حافظ فہد اعوان

انسان میں بہترین جوہر عقل ہے۔ اور کسی چیز کی خوبی یا خرابی کی اصل تمیز عقل ہی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ مختلف مذاہب کے درمیان حق و باطل کا امتیاز بھی عقل ہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ مگر عقل اس کا نام نہیں ہے کہ ہر چیز میں ہر شخص بلا سمجھے بوجھے مداخلت شروع کر دے اور جس کا جو دل چاہے کہنے لگے۔ عقل کا منشا یہ ہے کہ جس علم یا جس فن میں کسی کو کمال ہو اس کی بات اس علم کے متعلق قبول کی جائے۔ مرض کے متعلق طبیب ہی کی رائے قبول کی جائے وکیل کی نہیں، تعمیر کے متعلق انجینئر کا مشورہ قبول کیا جائے فلسفی کا نہیں، اسی طرح مذہبی اور اخلاقی مسائل میں انہیں علماء کی رائے قابل قبول ہوگی جنہوں نے اس کی تعلیم و تحقیق میں اپنی عمر کا معقول حصہ صرف کیا ہو۔ ایسے لوگ اگر کسی روایت یا کسی مسئلہ کو عقل سلیم کے خلاف بتائیں تو ان کی بات یقیناً قابل قبول ہوگی۔ مگر جس شخص نے نہ مذہبی تعلیم حاصل کی ہو نہ اخلاقی، اس کی عقل اس وادی میں کیا کام دے گی۔

بسا اوقات جس کو ہم عقل سمجھتے ہیں وہ بے عقلی اور نادانی ہوتی ہے۔ غلط علم اور غلط تجربہ کی وجہ سے انسانی عقل ماؤف ہوجاتی ہے۔ اچھی چیز کو بری اور بری کو اچھی سمجھنے لگتی ہے۔

یورپ کو ایشیا کے مقابلہ میں اس وقت جو مادی تفوق حاصل ہے اس کا سب سے خراب نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایشیا کی ذہنی قابلیت تقریباً مفقود ہوتی جاتی ہے۔ اپنے لئے خود اپنا راستہ تجویز کرنے کی صلاحیت ہم میں باقی نہ رہی۔ عام غلامانہ ذہنیت ہم میں پھیل گئی ہے۔ یورپ کی اندھی تقلید کا نام ہم نے عقلمندی رکھا۔ شکل صورت، لباس، کھیل کود فسق و فجور میں یورپ کی نقل ہمارے نزدیک حریت و آزادی ہے۔ اپنے مذہب، اپنی معاشرت، اپنی تاریخ، اپنی تہذیب کی مخالفت اور عفت، عصمت، حیا، ادب، مروت سے دست برداری کا نام روشن خیالی ہے۔ اور اس حریت و روشن خیالی کے خوبی کی دلیل ہمارے پاس صرف یہ ہے کہ یورپ میں یہ ہوتا ہے یا یورپ کے فلاں فلاسفر نے اس طرح کہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایشیا کے ممالک اور علاقہ جات پر یورپ کا اس وقت جتنا قبضہ ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہمارے عقول و اذہان پر اس کی حکومت ہے۔ تم دیکھو اس وقت اکثر محکوم ممالک کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارا ملک یورپ کے دست تظلم سے نجات حاصل کرے۔ مگر ذہنی غلامی کا یہ حال ہے کہ کوئی ملک آزادی کا راستہ خود اپنے لئے اپنے مناسب حال تجویز نہیں کرتا۔ جن کی گرفت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں کی ہدایات کو ذریعہ نجات بھی سمجھتے ہیں یاللعجب۔

جن لوگوں کی ذہنی غلامی کا یہ عالم ہو، ان سے کیونکر امید کی جاسکتی ہے کہ وہ صحیح عقلی نتائج حاصل کر سکیں گے۔ میں بعض بطور مثال پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ایسے ماؤف دماغ کیسی عقلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

ایک بہت ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ مشہور مسلم رہنما نے ایک دفعہ ایک خط لکھا کہ ہم لوگوں کو شرعی احکام کے متعلق رائے دینے سے کیوں روکا جاتا ہے۔ میں ڈارون کی تھیوری پر رائے لکھتا ہوں۔ شکسپیر کی زبان پر اپنی رائے شائع کرتا ہوں کے قانون پر تنقید کرتا ہوں اور کوئی ہمیں نہیں روکتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے ہمیں روکا جاتا ہے۔ علماء اسلام نے ہندو برہمنوں کی طرح مذہب کو صرف اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اس کا میں سخت مخالف ہوں یہ قول کسی معمولی شخص کا نہیں ہے۔ بہت بڑے تعلیم یافتہ کا قول ہے۔

عالم برہمن کی طرح کسی ذات کا نام نہیں ہے۔ جو شخص شرعی علوم حاصل کرے وہ عالم ہے مگر آپ گویا فرماتے ہیں کہ ہم بغیر قرآن پڑھے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کا مطلب یہ ہے۔ بغیر حدیث پڑھے کہہ سکتے ہیں کہ حدیث کا حکم یہ ہے۔ بغیر فقہ پڑھے کہہ سکتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کی رائے یہ ہے اور یہ کہنے کا حق ہمیں اس لئے حاصل رہے کہ ڈارون کی تھیوری شکسپیر کے ڈراما اور کے قانون میں ہمیں قابلیت حاصل ہے۔

اس لیے واضح ہوا کہ دین علوم اور شرعی احکام میں اپنی عقل نہیں دوڑانی چاہیے بلکہ احادیث اور قرآن کی روشنی میں جو علوم متفقہ طور پر منقول ہیں ان کو اپنانا چاہیے۔ اسی میں راہ نجات ہے۔

***

رسائل الشیخ سعید احمد خان رحمہ اللہ

الأخ المحترم والمكرم مولوی موسی زيد مجدكم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته!

إني بحمد الله كنت أرد على جميع رسائلك، كما كانت تصلنا أيضا رسائلك فنعرف بعض الأحوال، كيف شيخنا الآن، وكيف مولانا محمد عمر؟ أسأل الله أن يعجل له الشفاء دون الإلجاء إلى العملية الجراحية (آمين).

وإني أرسل إليك رقية، اربطه بحيث يبقى معلقا موازي مكان الحصى، سينفع بإذن الله ومشيئته، وإضافة إلى ذلك، امنع مولانا عن شرب الماء البارد، ويقل من تناول الشاي أيضا، وما أحوال (ميان محراب) في هذه الأيام أبلغه أيضا مني السلام، وإن تيسر لك فأبلغ سلامي مولوی داود، والمنشي بشير وجميع الرفقاء والإخوة.

وبين الجميع الإخوة في الجماعات التي تبعثونها أن لا ينطقوا بكلام دون سند، ولا يقصوا رؤى المنام في وعظهم، وأن يحتاطوا كل الاحتياط فيما يقولون، فاللسان يجري تقريب أحيانا في حالة انفعالية يصبح سببا لإبعاد الناس بدل تقريبهم، بسبب كونه خلاف مزاج الدعوة فكثير من الناس شكا إلي أمثال هؤلاء، وعلاوة على هذا، إن بعضهم يظن نفسه أنه أصبح صاحب الكرامات والمنزلة الرفيعة بانتسابه إلى هذا الجهد، فيقول: إن كل خالفنا ليس له إلي الهلاك! إن كلاما كهذا خطير جدا علي أفواه الدعاة فإنه لا يعرف سوى الله أحد

من يهديه و من يمحى أثره ويدمر. فلم يأت نص قطعي في تفصيل هذا قط، و إن جهدنا لا زال على المسلمين، و المسلم لا يخالف الحق عمدا، و إذا خالف، فالأمر خطير جدا۔ إن الله تعالى يزيد من قوة الباطل أحيانا؛ لكي يمحص قلوب أهل الإسلام، و لكي يكتب لهم مكرمة الشهادة، و لكي يرى تضحياتهم، كما فعل في أحد، فلم يهلك الكفار الذين عارضوا الإسلام حينئذ، بل صاغ منهم خالد بن الوليد سيف الله، و منهم الوحشي الذي قتل مسيلمة الكذاب عدو الله وهو فعل ما فعل من قبل في أحد۔ فإذا كان الله سبحانه وتعالى لم يهلك أولئك اللذين يكفرون به، فلماذا أنتم تريدون إبطال المسلمين على مخالفتكم؟ إننا اليوم تخالف الأصول خلافا فاحشا فيما نتفوه به نظن أنفسنا على مدارج عالية من الكرامة، و أننا أهل الحق، و كأن النصرة تلازمنا و لا تكاد تفارقنا، و الحال الحق أن كثيرا من الباطل مطبقة عليه جوانحنا، فالأهم قبل كل شيء أن نخرجه من أنفسنا، وهو الأصعب وهو الذي يسمي إصلاح النفس الذي نخرج في سبيل الله تعالي لإجله فعل كل حال ينبغي أن نفهم المبلغين هذه الأمور، و أن يحتاطون فيما يقولون، ويعظون به

كل ما قلته، أردت كتابته إلى مولانا محمد عمر، إلا أنه مريض، فأرجو أن تقرئه رسالتي حين يفيق من مرضه.

إن الكلام بأسلوب التملق و الرفق أوقع في النفوس و أشد تأثيرا من كلام يرافقه التعلي و الشدة، و كذا كلما كانت آثار الهم و الحزن بادية على الواعظ، كانت المنفعة بقدرها، و كانت عائدة على الفريقين معا: القائل و السامع و إلا فالأغلب أن يزيغ القائل و لا ينجو السامع من الضرر أيضا،

محترم ومکرم بھائی مولوی موسیٰ زید!

اللہ آپ کی عزت ومرتبہ میں اضافہ فرمائے۔

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ میں مسلسل آپ کے تمام خطوط کا جواب دیتا رہا ہوں، اور آپ کے پیغامات بھی باقاعدگی سے ہمیں ملتے رہے، جن کے ذریعے ہم ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہتے ہیں۔ یہ فرمایئے کہ حضرت شیخ اس وقت کیسے ہیں؟ اور مولانا محمد عمر کی طبیعت اب کیسی ہے؟ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ انہیں بغیر کسی آپریشن کے جلد اور کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

میں آپ کے پاس ایک رُقیہ بھیج رہا ہوں، اسے اس طرح باندھ دیجیے کہ وہ پتھری کے مقام کے برابر لٹکا رہے، ان شاء اللہ اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے فائدہ ہوگا۔ اس کے ساتھ مولانا کو ٹھنڈا پانی پینے سے روکیں، اور چائے کے استعمال میں بھی کمی کروائیں۔ ان دنوں میاں محراب کے کیا حالات ہیں؟ انہیں بھی میری طرف سے سلام پہنچا دیجیے۔ اور اگر سہولت ہو تو مولوی داوٗد، منشی بشیر اور تمام رفقاء واحباب کو بھی میرا سلام کہہ دیجیے۔

نیز آپ کی طرف سے جو جماعتیں بھیجی جاتی ہیں، ان کے تمام بھائیوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دیجیے کہ وہ بغیر کسی معتبر دلیل کے کوئی بات زبان سے نہ نکالیں، اور وعظ ونصیحت میں خوابوں کے قصے بیان کرنے سے اجتناب کریں۔ جو بات بھی کریں، پوری احتیاط کے ساتھ کریں، کیونکہ بعض اوقات جذبات کے غلبے میں زبان ایسی بات کہہ جاتی ہے جو لوگوں کو قریب کرنے کے بجائے دور کر دیتی ہے، حالانکہ یہ دعوت کے مزاج کے بالکل خلاف ہے۔ بہت سے لوگوں نے مجھ سے ایسے واعظین کی شکایت کی ہے۔

اس کے علاوہ بعض افراد اس محنت سے وابستگی کی بنا پر خود کو صاحبِ کرامت اور بلند مرتبہ سمجھنے لگتے ہیں، اور یہ کہنے لگتے ہیں کہ جو ہمارے خلاف ہو وہ ہلاکت کے لائق ہے۔ اس قسم کی باتیں داعیوں کی زبان پر آنا نہایت خطرناک ہے، کیونکہ ہدایت کس کو ملے گی اور کس کا نام ونشان مٹ جائے گا، یہ بات صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اس بارے میں کوئی قطعی اور واضح نص موجود نہیں۔

ہماری محنت آج بھی مسلمانوں ہی کے لیے ہے، اور مسلمان جان بوجھ کر حق کی مخالفت نہیں کرتا۔ اور اگر کسی سے لغزش ہو بھی جائے تو معاملہ نہایت نازک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات باطل کو بھی طاقت

دے دیتا ہے تاکہ اہلِ ایمان کے دلوں کو پرکھے، ان کے لیے شہادت کا مقام مقدر کرے، اور ان کی قربانیوں کو ظاہر فرمائے، جیسا کہ غزوۂ اُحد میں ہوا۔ اس وقت اسلام کی مخالفت کرنے والے کفار کو فوراً ہلاک نہیں کیا گیا، بلکہ انہی میں سے حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے عظیم مجاہد پیدا ہوئے، اور انہی میں سے حضرت وحشیؓ تھے جنہوں نے بعد میں اللہ کے دشمن مسیلمہ کذاب کو قتل کیا، حالانکہ اس سے پہلے اُن سے اُحد میں ایک بڑی لغزش ہو چکی تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے منکرین کو بھی فوراً ہلاک نہیں کیا، تو تم مسلمانوں کو محض اپنی مخالفت کی بنیاد پر گمراہ یا باطل کیوں ٹھہراتے ہو؟ آج ہم اپنے کلام میں اصولوں سے کھلی انحراف کر رہے ہیں، اور یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم بلند درجوں پر فائز ہیں، ہم ہی سراسر حق پر ہیں، اور نصرت گویا ہمیشہ ہمارے ساتھ ہی رہے گی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں بہت سا باطل چھپا بیٹھا ہے۔ سب سے پہلا اور سب سے ضروری کام یہ ہے کہ ہم اسے اپنے اندر سے نکالیں، اور یہی سب سے مشکل مرحلہ ہے۔ اسی کو اصلاحِ نفس کہا جاتا ہے، اور اسی مقصد کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلتے ہیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ یہ تمام باتیں مبلغین کے ذہنوں میں بٹھائی جائیں، اور انہیں سختی سے تلقین کی جائے کہ وہ اپنے قول و وعظ میں پوری احتیاط سے کام لیں۔

میں یہ تمام باتیں اصل میں مولانا محمد عمر کو لکھنا چاہتا تھا، مگر چونکہ وہ اس وقت علیل ہیں، اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ جب وہ صحت یاب ہو جائیں تو میری یہ تحریر انہیں پڑھ کر سنا دیجیے۔

نرمی، شفقت اور خلوص پر مبنی انداز دلوں میں زیادہ اثر رکھتا ہے، بنسبت اس کلام کے جس میں سختی اور برتری کا رنگ ہو۔ اسی طرح جس واعظ پر غم، فکر اور درد کے آثار نمایاں ہوں، اس کی بات اتنی ہی مؤثر ہوتی ہے، اور اس کا فائدہ کہنے والے اور سننے والے دونوں کو پہنچتا ہے۔ ورنہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کہنے والا خود بھی راہ سے بھٹک جاتا ہے، اور سننے والا بھی نقصان سے محفوظ نہیں رہتا۔

***

سوانح: داعی الی اللہ حضرت مولانا سعید احمد خاں مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

چھٹی قسط

حضرت مولانا سعید خان صاحب رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے دنیا بھر میں تبلیغی اسفار کئے اور اس دوران وعظ ونصیحت کا سلسلہ جاری رہا جو دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں کے لیے نایاب تحفہ ہے، حضرت کے خطابات کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں ۔ ادارہ قسط وار حضرت کی کتاب کا سلسلہ شروع کر رہا ہے ۔ ان شاء اللہ العزیز یہ قارئین کے لیے علم، بصیرت اور فہمِ دین کے کئی پہلو پر رہنمائی کریں گی ۔

تواضع وکسر نفسی:

آپ حضرت مولانا الیاسؒ کے تربیت یافتہ ان چند افراد میں سے تھے جنہیں حضرت مولانا الیاسؒ نے دعوت کے کام کیلئے بطور نمونہ تیار کیا تھا، یعنی مولانا سعید احمد خانؒ کی ہستی کو اس صدی کے سب سے بڑے داعی الی اللہ کا تراشہ ہوا وہ ہیرہ قرار دیا جا سکتا ہے جس نے تقریبا پون صدی تک دنیا میں حضرت مولانا جیسی ہستی کے زیر نگرانی روحانی ترتیب اور سلوک کی منزلیں طے کیں، آپؒ کو متعدد اکابرین کی طرف سے اجازت حاصل تھی مگر ہمیشہ خود کو (بیعت کے مسئلے میں) پردہ خفاء میں رکھا، آپؒ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی بیعت کیلئے اصرار کرتا تو فرماتے: بھائی ! میں گنہگار اپنی اصلاح کے لئے کسی کی تلاش میں ہوں ۔ اس دور کے دوسرے اکابر ومشائخ کا نام لے کر فرماتے کہ فلاں، فلاں کے پاس جاؤ ان شاء اللہ تمہیں بہت فائدہ ہوگا، اگر آپؒ دوسرے مشائخ کی طرف بیعت فرماتے تو اتنے کثیر لوگ آپؒ سے وابستہ ہو جاتے کہ دنیا میں کسی شیخ کے اتنے مرید نہ ہوتے، کیونکہ آپؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ حرمین شریفین میں گزرا اور آپؒ دین

کی نسبت سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچے، ہر وقت آپؒ کے عقیدت رکھنے والوں کا پروانہ وار اژدھام ہوتا مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے آپؒ نے زندگی میں بمشکل چند آدمیوں کو بیعت کیا، مولانا سے خصوصی تعلق و عقیدت رکھنے والے کتنے ہی افراد تھے جو مہینوں تک بیعت کیلئے اصرار کرتے رہے مگر آپؒ نے انہیں دوسرے اکابر کی طرف بھیج دیا۔ حضرت مولانا کی تواضع و انکساری کا یہ عالم تھا کہ چھوٹے چھوٹے آدمی کی تنقید بھی قبول فرماتے۔ اس دور میں یہ چیز بالکل نایاب ہوگئی ہے۔ چند سال پہلے کی بات ہے لندن تبلیغی مرکز کے خصوصی کمرہ میں بندہ ملاقات کیلئے پہنچا، دیکھا کہ مولانا کی پاکستانی جماعت کے رفقاء و انگلینڈ کے متعدد اہل شوریٰ تشریف فرما ہیں اور کوئی چیز پڑھی جا رہی ہے، سنا تو پتہ چلا کہ کسی کاپی (بیاض) میں سے مبشرات یعنی کسی جماعت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا وغیرہ پڑھے جا رہے ہیں، چند منٹ بعد بندہ نے عرض کیا حضرت! آپ کی مجلس میں اس طرح مبشرات سننا سنانا مناسب نہیں، آپ یہ مبشرات بعض بزرگوں کے بعض خلفاء کے لیے چھوڑ دیں۔

سنا ہے کہ حضرت مولانا الیاسؒ نے دعا مانگی تھی اے اللہ ہمارے اس کام کو مبشرات و کرامات پر مت چلانا، یہ سننا تھا کہ اس وقت حضرت مولانا نے کاپی بند کر دی، فرمایا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان مبشرات سے دل کو تقویت پہنچتی ہے مگر یہ پہلو بھی قابل لحاظ ہے بلکہ زیادہ اہم ہے کہ اس سے کئی فتنے بھی پیدا ہو سکتے ہیں، اس لیے عمومی طور پر مبشرات کے سننے سنانے سے احتیاط کرنی چاہیے۔

اسی طرح ایک بار انگلینڈ کے سالانہ اجتماع کے اختتام پر ڈیوز بری میں مختلف شہروں کی مساجد والی جماعتوں کے (روزانہ ڈھائی گھنٹے فارغ کرنے والے) احباب جمع تھے، ان میں حضرت نے بیان شروع فرمایا کچھ دیر کے بعد فرمایا: ہمیں اپنی قربانی کی مقدار کو بڑھانا چاہیے، روزانہ ڈھائی گھنٹے سے بڑھا کر آٹھ گھنٹے فارغ کرنے چاہیے، بندہ بیان کے درمیان بول پڑا: حضرت یہ آپ رہبانیت کی دعوت دے رہے ہیں، ایک شخص روزانہ آٹھ گھنٹے فارغ کرلے، اس کے ساتھ عصر سے اشراق تک جمعرات کا اجتماع، مہینے کے تین دن، جماعتوں کی نصرت، یہ سب ملا کر نصف سے زیادہ ہو جاتا ہے اور یہ رہبانیت ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچے کہ اگر یہ واقعہ ہمارے ساتھ بھرے مجمع میں پیش آتا تو ہمارا کیا رد عمل ہوتا مگر حضرت نے مجھ جیسے معمولی طالبعلم کی بات توجہ سے سنی اور قبول فرمائی۔ بعد میں مجھے اپنی اس حماقت پر سخت ندامت و افسوس ہوا کہ یہ اشکال تنہائی میں عرض کرنا چاہیے تھا مگر واہ! مولانا سعید احمد خانؒ کی

بے نفسی کی انتہاء پورے سکون و بشاشت سے اشکال سن رہے ہیں اور قبول فرما رہے ہیں۔سوچتا ہوں کہ مولانا کے بعد کیا اس کی مثال مل سکے گی؟

وہ کوہ کن کی بات گئی کوہ کن کے ساتھ

اعتدال وجامعیت:

آپ دین کے دوسرے شعبوں میں مشغول علماء کی پوری قدر ومنزلت فرماتے، ہر طبقے اور شعبے سے متعلق علماء ومشائخ کثرت سے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتے، ہندو پاک کے کتنے ہی علماء ومشائخ ہیں جن سے بندہ پہلی بار حضرت مولانا کی مجلس میں متعارف ہوا، اسی طرح بندہ بہت سے ایسے علماء ومشائخ کو جانتا ہے جو تبلیغی جماعت اور کام سے دور اور وحشت زدہ ہیں مگر وہ حضرت مولانا کو اللہ تعالی کا خصوصی مقرب بندہ، ولی کامل سمجھتے ہیں، حضرت مولانا کے اخلاق عالیہ وصفات جلیلہ کے آگے سر جھکا دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ بھائی مولانا سعید احمد کے بارے میں دورائے نہیں ہوسکتیں وہ اللہ کے مخصوص بندے وولی کامل ہیں، ان کی ہستی اللہ کا خصوصی انعام ہے۔حضرت مولانا مرحوم کی وسعت قلبی کا یہ عالم تھا کہ لندن تشریف آوری کے موقع پر متعدد بار بندہ سے فرمایا! اہلحدیث و جماعت اسلامی کے اکابر کے پاس ملاقات کے لیے لے چلو۔ پاکستان میں تبلیغی جماعت کی نقل بلکہ مقابلہ پر مولوی الیاس قادری نے کچھ عرصے سے ایک سنی تبلیغی جماعت شروع کر رکھی ہے، حضرت مولانا نے کئی بار ان سے ملاقات کا واقعہ سنایا، حضرت مولاناؒ ان سے ملنے خود تشریف لے گئے۔

(جاری ہے)

***

گلدستہ ارشادات ومکتوبات مولانا الیاس صاحبؒ

جمع وترتیب: مولانا ذوالکفل صاحب

الحمدللہ جامعہ دارالتقوی کی طرف سے کچھ عرصہ پہلے دعوت وتبلیغ کی مبارک محنت کے مقاصد، اصول وآداب اور صحیح نہج کو سمجھنے کیلئے بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی زبان سے نکلے ہوئے ملفوظات کا ایک حسین گلدستہ شائع کیا تھا یہ مجموعہ ایمانیات، عبادات، معاشرت اور اخلاق کی تعلیمات کا ایسا جامع نمونہ ہے جو ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے مسلمان کیلئے مشعل راہ ہے۔اسی افادیت کے پیش نظر اس کتاب کو قسط وار ماہنامہ دارالتقوی میں شائع کیا جارہا ہے۔امید ہے قارئین کیلئے یہ بے حد مفید ہوگا۔

کلمہ کا مسکن: قلب مومن

یہ چیز (اللہ کی عظمت ومحبت) مٹنے کے قریب پہنچ چکی ہے۔ظاہر ہے قلوب اندر سے اس (دنیا کی چمک ودمک) کا اثر لے رہے ہیں۔(ارشادو مکتوبات مرتب: افتخار فریدی صاحب: 11)

کلمہ لا الہ الا اللہ کو اقالیم قلب ودماغ وجواح میں بسنے کی بہت گنجائش ہے اپنے تینوں اقالیم میں بسانے کی نیت سے دعوت دو۔(اور جس قدر قوت سے دعوت دی جائے گی، کلمہ کا یقین دل میں جاں گزیں ہوگا)۔

زمین وآسمان عالمِ اصغر اور دل عالمِ اکبر، اس میں لا الہ الا اللہ کو بھرنا ہے۔نماز اور کلمہ قاری سے درست کرواؤ۔(ارشادو مکتوبات مرتب: افتخار فریدی صاحب: 36)

زمین وآسمان دل کے مقابلے میں چھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ نہ تو زمین میں سماویں، نہ آسمان میں، اگر سماویں تو مومن کے قلب میں سماویں ۔

بقول شاعر کے

سماتے نہیں وہ جو ارض وسما میں　　　　مرے دل میں کیسے سمائے ہوئے ہیں

قلب بادشاہ ہے، بادشاہ سے ملاقات کرسکتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت عظمت کو دل میں بسانا ہے۔)

کلمہ طیبہ پڑھنے سے اطمنان قلب چین اور سکھ پیدا ہوگا اس کے پڑھنے کے وقت چین کی نیت سے پڑھا کرو۔

مومن کا قلب ایک بڑی چیز ہے۔اس کا اثر ویسا ہی دلوں پر پہنچے گا، برخلاف اس کے کافر کے دل کا خراب اثر اس کے تعلق رکھنے والے پر پڑتا ہے، اس واسطے بزرگوں سے محبت اللہ کی محبت کا باعث ہے ۔(یعنی ایمان والے سے محبت ہوتو دل میں ایمانی کیفیات میں اضافہ ہوگا ،اس کے برخلاف اگر کافر کی محبت دل میں ہوتو ایمانی کیفیات متاثر ہوگی ۔(ارشادات،مکتوبات مرتب نصر اللہ خان صاحب،)

ایک بار فرمایا تبلیغ میں کام کرنے والوں کو اپنے قلب میں وسعت پیدا کرنا چاہے۔فرمایا تبلیغی گشت کے وقت میں اور خاص طور پر کسی سے مخاطب کے وقت بھی ذکر وفکر میں مشغولی کے لیے جماعت کو جو تاکید کی جاتی ہے تو اس کا خاص مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت ایک حقیقت کسی کو سمجھانے اور منوانے کی کوشش کی جائے تو بہت دلوں میں اس وقت اس حقیقت کی تصدیق اور اس کا یقین واذعان ہو،اس کا اثر دوسرے کے قلب پر پڑتا ہے،اللہ تعالیٰ نے انسانی قلوب میں بڑی طاقتیں رکھی ہیں ،لوگ ان سے ناواقف نہیں۔　(ملفوظات حضرت مولانا الیاسؒ از مولانا منظور نعمانی صاحب)

❊❊❊

نکلتے سورج کا ملک جزائر فیجی کا ایک سفر

(جنوری 2005ء/ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ)

سفرنامہ:
شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ

چھٹی قسط

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ نے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے دنیا بھر کا سفر کیا ہے۔ ان اسفار کے دوران پیش آنے والے واقعات، مختلف علاقوں کی ثقافت، وہاں کے معاشرتی و دینی حالات کو حضرت نے نہایت حسین انداز میں قلم بند فرمایا ہے۔ ان تجربات و مشاہدات کو ''جہان دیدہ''، ''دنیا مرے آگے'' اور ''سفر در سفر'' جیسی قیمتی کتب کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر شمارے سے حضرت کی کتاب سفر در سفر کا قسط وار سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز، یہ سفرنامہ قارئین کے لیے علم، بصیرت اور فہمِ دین کے کئی در وا کرے گا۔

قُم میں

واپسی میں تقریباً ڈھائی گھنٹے سفر کرنے کے بعد ہم شہر قُم میں داخل ہوئے جسے اصفہان جاتے ہوئے ہم راستے میں چھوڑ آئے تھے۔ قُم کا علاقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں 23 ہجری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ اس وقت یہ کوئی بڑا شہر نہیں تھا۔ بلکہ چھوٹی چھوٹی سات بستیوں کا مجموعہ تھا جن میں سے ایک کا نام کُمندان تھا۔ 82 ھ میں جب عبد الرحمن بن الاشعث نے حجاج بن یوسف سے بغاوت کی تو اس کے لشکر کے کچھ افراد یہاں آ کر مقیم ہوئے، اور انہوں نے ان ساتوں بستیوں کو ملا کر ایک شہر آباد کر دیا اور یہ ساتوں بستیاں اس شہر کے محلے بن گئے،

اس شہر کا نام کمندان سے مختصر اور معرب کر کے قُم بنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ شہر آباد کیا تھا، ان میں سب سے نمایاں شخص عبداللہ بن سعد تھا، اس کا ایک بیٹا کوفہ میں پیدا ہوا تھا، اور وہیں پر اہل تشیع کے ماحول میں اس کی تربیت ہوئی تھی، قم کے آباد ہونے کے بعد وہ کوفہ سے منتقل ہو گیا، اور اس نے یہاں شیعہ مذہب کو فروغ دیا، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ پورا شہر شیعہ ہو گیا، اور یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں لطیفہ مشہور ہے کہ صاحب بن عباد نے (جو وزیر بھی تھا، اور اعلیٰ درجے کا ادیب بھی) ایک مرتبہ یہاں کے قاضی کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

ایہا القاضی بقم، قد عزلناک فقُم

قُم کے معنی عربی زبان میں ہوتے ہیں "کھڑے ہو جاؤ"۔ چنانچہ اس جملے کا مطلب یہ ہوا کہ "اے قم کے قاضی! ہم نے تمہیں معزول کر دیا ہے، لہٰذا کھڑے ہو جاؤ" اس کے بعد جب ان قاضی صاحب سے پوچھا جاتا کہ آپ کو کس لیے معزول کیا گیا؟ تو وہ جواب میں کہتے:

انا معزول السجع من غیر جرم ولا سبب

"مجھے کسی جرم یا کسی اور وجہ سے نہیں صرف قافیہ بندی کے شوق نے معزول کیا ہے۔"

(معجم البلدان ص:397،398 ج:6)

بہرکیف! یہ شہر دوسری صدی کے آغاز ہی سے اہل تشیع کا مرکز بن گیا تھا، اور یہاں سے مشہور شیعہ علماء بڑی تعداد میں پیدا ہوئے اب بھی یہ شیعہ علماء کی متعدد اعلیٰ سطحی درسگاہوں کا شہر ہے۔ یہاں قُم کا مایہ ناز کتب خانہ بھی ہے جو اپنی نادر کتابوں کے لحاظ سے عالم اسلام کے گنے چنے کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے۔ شیعہ امامیہ اصولوں پر تعلیم کے لئے جو درسگاہیں یہاں قائم ہیں وہ اپنے اعلیٰ معیار کی بناء پر مشہور ہیں۔

اس کے علاوہ ہمیں ایک ایسے بین الاقوامی مرکز میں جانے کا اتفاق ہوا جو خاص طور پر اہلسنت کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں دنیا کے مختلف حصوں سے اہلسنت طلباء کو لایا جاتا ہے اور انہیں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مرکز کے ایک ذمہ دار نے، جو ایک شیعہ عالم تھے، جب ہمیں یہ بتایا کہ اس مرکز میں تقریباً آٹھ ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں تو میں حیران رہ گیا، لیکن میرے رفیق مولانا محمد قاسم صاحب نے اس کی تصدیق کی بتایا کہ یہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔

کیونکہ اس مرکز کی شاخیں مشہد وغیرہ کے دوسرے شہروں میں بھی موجود ہیں۔اب یہ اہلسنت کیلئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ دنیا بھر سے اہلسنت کے طلبہ کی اتنی بڑی تعداد یہاں تعلیم پا رہی ہے۔!

ان تعلیمی مراکز کے علاوہ قم اس بناء پر بھی عوام کا مرکز بنا ہوا ہے کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ معصومہؒ کا مزار واقع ہے جس پر بڑی عالیشان مسجد بھی بنی ہوئی ہے اس مزار پر زائرین کا ہر وقت بے پناہ ہجوم رہتا ہے، اور بزرگوں کے مزارات پر عوام میں جو بدعات وخرافات رائج ہوگئی ہیں، وہ اپنی تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ یہاں بھی موجود ہیں۔

مغرب کے بعد ہم قُم سے واپس تہران کیلئے روانہ ہوئے، اور رات گئے تک اپنے ہوٹل پہنچ پائے۔

چابہار میں

اگلے دن فجر سے پہلے ہی ہم ہوٹل سے روانہ ہوئے۔ہمیں بذریعہ ہوائی جہاز چابہار جانا تھا، پرواز کا وقت چھ بجے کا تھا۔ہم نے تہران کے قدیم مہرآباد کے ہوائی اڈے پر نماز فجر ادا کی جو آج کل اندرونی پروازوں کیلئے استعمال ہورہا ہے۔ جہاز ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے روانہ ہوا، اور ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد بندرعباس کے ہوائی اڈے پر اترا۔ یہ ایران کا صوبہ ہرمزگان کا معروف ساحلی شہر ہے اور اس میں اہل تشیع کے علاوہ شافعی مسلمانوں کی بھی بڑی تعداد آباد ہے۔ یہاں سے مزید پچاس منٹ کی پرواز کے بعد ہم چابہار کے ہوائی اڈے پر اترے۔ چابہار میں ایک بڑا دینی مدرسہ ہے جس کے بانی ومہتمم مولانا عبدالرحمن ملازئی صاحب کراچی کے قدیم دینی مدرسے مظہر العلوم کھڈہ کے فارغ التحصیل ہیں، اور انہوں نے ماشاءاللہ اس پورے علاقے میں علم دین کی خوشبو پھیلائی ہوئی ہے۔

***

تبصرہ کتب

کتاب کا نام: جواہر پارے
مصنف: حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہ
خصوصیت: تینوں حصے یکجا
صفحات: ہر حصہ 300 کے لگ بھگ
تبصرہ نگار: محمد جریر اسعد عفی عنہ

آج ہمیں جس کتاب پر تبصرے کا حکم ملا ہے، اگر اس کے مصنف کے مقام کی بات کی جائے تو اس کتاب کو کسی قسم کے تبصرے کی ضرورت نہیں ہے ان کا نام خود اس کے لاجواب ہونے کی دلیل ہے البتہ الامر فوق الادب کے تحت اپنی حیثیت کے مطابق تبصرہ پیش خدمت ہے:

زیرِ نظر کتاب "جواہر پارے" اپنے نام ہی کی طرح علمی و ادبی جواہرات پر مشتمل ایک وقیع تصنیف ہے۔ اس کے مؤلف مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم استاذ الحدیث جامعہ دار التقوی، و جامعہ مدنیہ کریم پارک عصرِ حاضر کے ان اہلِ قلم میں شمار ہوتے ہیں جن کی تحریروں کو قبولِ عام حاصل ہوا، اور جن کی متعدد کتابوں کے بیسیوں ایڈیشن اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلم میں خاص تاثیر رکھی ہے۔

زیرِ نظر کتاب دراصل مختلف مضامین کا ایک مجموعہ ہے جو چار سال کے طویل عرصے میں ماہنامہ "انوارِ مدینہ" میں شائع ہوتے رہے۔ ان مضامین میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، ائمۂ حدیث وفقہ اور اکابرِ امت کے سبق آموز واقعات، علمی و ادبی لطائف، نادر معلوماتی نکات اور منتخب کتب کے تعارف نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ مجموعہ باضابطہ ترتیب کا پابند نہیں، لیکن یہی تنوع اور بے تکلفی اس کی کشش ہے، جس سے مطالعہ ذہنی تسکین کا بھی باعث بنتا ہے اور علم میں اضافہ کا بھی۔

کتاب کل تین حصوں پر مشتمل ہے، اور زیرِ نظر ایڈیشن کا امتیاز یہ ہے کہ ان تینوں حصوں کو نہایت سلیقے کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے۔ ہر حصہ تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ دوسرے دونوں حصوں کی باقاعدہ کمپوزنگ نے کتاب کو مزید سہل المطالعہ بنا دیا ہے۔ اشاعت کے اعتبار سے مکتبہ قاسمیہ نے دیدہ زیب ٹائٹل، خوبصورت خط، معیاری کاغذ اور نفیس طباعت کے ذریعے کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

مجموعی طور پر"جواہر پارے"طلبۂ علم اور اہلِ علم دونوں کے لیے یکساں طور پر مفید، معلومات افزا اور ذوقِ مطالعہ کو تازہ کرنے والی کتاب ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تصنیف کو قبولیتِ عام عطا فرمائے اور مصنفِ محترم کے علم و قلم سے دین کی خدمت کا سلسلہ جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

***

تکالیف گناہوں کا کفارہ ہیں

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ ہم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی کچھ دکھ تکلیف، تھکن اور پریشانی، رنج اور کلفت اور گھٹن پہنچ جائے تو اس کے ذریعہ اللہ پاک اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتے ہیں حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی لگ جائے تو وہ بھی گناہوں کے معاف ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

دارالافتاء والتحقیق جامعہ دارالتقویٰ، لاہور

کونڈوں کا ختم

سوال: یہ جو لوگ کونڈے کے ختم دلاتے ہیں یا گیارویں شریف کے نام پر جو نیاز بانٹتے ہیں کیا یہ کھا سکتے ہیں رزق سمجھ کر؟

جواب: یہ بدعت اور رسم کا کھانا ہے نہیں کھانا چاہیے۔ فقط واللہ تعالی اعلم
(فتوی نمبر: 11 / 344)

نرسنگ کے شعبہ سے متعلق دو سوال

پہلا سوال: میں نرسنگ کے شعبے سے وابستہ ہوں میری ڈیوٹی آئی سی یو میں ہوتی ہے وہاں پر داخل مریض سیریس حالت میں ہوتے ہیں ہمیں تعلیم کے دوران یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ مریض کی جان بچانے کے لیے ہم نے اپنی بہترین کوشش کرنی ہے لیکن ہم دوران ڈیوٹی ڈاکٹر کی ہدایات کے پابند ہوتے ہیں اپنی مرضی سے ازخود مریض کے لیے کوئی دوائی تجویز نہیں کر سکتے اور نہ ہی ڈاکٹر کی ہدایات کو رد کر سکتے ہیں بعض اوقات ہماری کوشش کے باوجود کوئی مریض فوت ہو جاتا ہے بعد میں ہمیں خیال ہوتا ہے کہ مریض کے فوت ہونے میں ہماری طرف سے کوتاہی تھی جس کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں۔

(1)۔ ڈاکٹر نے بعد میں دوران گفتگو اعتراف کیا کہ دوائی اتنی مقدار میں دینا غلط تھا جبکہ ہم نے ڈاکٹر کے حکم پر اتنی مقدار میں دے دی تھی ہمیں اس دوائی کی مقدار کے بارے میں علم نہیں ہوتا۔

(2) ہمیں اس دوائی کی اصل مقدار کا علم ہوتا ہے کہ مریض کو کتنی دینی چاہیے لیکن ہم ڈاکٹر کی ہدایات پر عمل کے پابند ہوتے ہیں خصوصاً جبکہ مریض کی حالت انتہائی سیریس ہو۔

(3) ڈاکٹر کے موقع پر نہ ہونے کی صورت میں ہم از خود مریض کی جان بچانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں لیکن ایمرجنسی میں ذہن ایک طرف رہتا ہے حالانکہ اگر موقع پر ذہن دوسری طرف چلا جاتا تو مریض کی حالت بگڑنے کی اصل وجہ پر قابو پا لیتے اور یوں مریض کی جان شاید بچ جاتی۔

میرے ذہن میں یہ خیال بار بار آتا ہے کہ ان تینوں صورتوں میں مریض کے فوت ہو جانے سے ہم پر کتنا گناہ آتا ہے؟

دوسرا سوال: یہ ہے کہ ہمیں ملازمت کے لئے ایکسپیرینس (تجربہ) سرٹیفیکیٹ درکار ہوتا ہے بعض اداروں میں ملازمت کے لیے یہ شرط ہوتی ہے کہ متعلقہ ضلع میں ایکسپیرینس درکار ہے اور بعض ادارے وہاں کام کرنے کے باوجود سرٹیفکیٹ بنا کر نہیں دیتے اس صورتحال میں ہمیں نئی ملازمت کے لیے سرٹیفکیٹ کی شرط پورا کرنے کے لیے کسی اور جگہ سے سرٹیفکیٹ بنوانا پڑتا ہے کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: (1) الف: چونکہ مذکورہ صورت میں آپ کو دوائی کی اصل مجوزہ مقدار کا علم ہی نہیں، اس لیے آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

(ب) مذکورہ صورت میں چونکہ آپ کو علم ہوتا ہے کہ دوائی کی اصل مقدار کتنی ہے اس لیے ایسی صورت حال میں آپ اپنے سینیئر ڈاکٹر سے رابطہ کریں اگر وہ پھر بھی کہے کہ مذکورہ مقدار میں دوائی دے دو تو پھر ذمہ داری آپ پر نہ ہوگی۔

(ج) آپ اپنے طور پر ممکنہ وجوہات کی طرف ذہن لے جانے کی پوری کوشش کریں اور اپنے ساتھ والوں سے بھی مشورہ کریں پھر بھی کسی پہلو کی طرف ذہن نہ جا سکا تو آپ پر اس کا گناہ نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے مریض و معالج کے اسلامی احکام صفحہ 331، مؤلفہ حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحبؒ

2۔ عام حالات میں یہ صورت اختیار کرنا جائز نہیں تاہم کوئی خاص صورت درپیش ہو تو اس کی تفصیلات لکھ کر بھیجیں۔

فتوی نمبر: 23/298

بے حیا ڈراموں کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال: کیا پاکستانی چینلز پر لگنے والے بے حیاء ڈراموں کا ذمہ دار پیمرا ہے؟ جو ان کے خلاف ایکشن نہیں لیتا۔

جواب: ایسے ڈرامے لکھنے والے، بنانے والے، انہیں چینلوں پر دکھانے والے، انہیں دیکھنے والے اور متعلقہ سرکاری ادارے سارے ہی اپنے اپنے دائرے میں اس کے ذمہ دار ہیں۔ سب کو خدا خوفی سے کام لینا چاہیے اور اپنی استطاعت کی حد تک بے حیائی کی روک تھام میں کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ حکومتی ادارے کے پاس اختیارات زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری بھی زیادہ ہے۔

فتوی نمبر: 8/22

وگ پر مسح کرنے کا حکم

سوال: (1) اگر سر کے بال نہ ہوں اور انسان جو بازار سے وگ ملتی ہے وہ لگالے تو پھر وضو کے دوران سر کا مسح کیسے کرے گا؟

(2) اگر وگ جالی دار ہو غسل کرتے وقت پانی سر پہ چلا جاتا ہو تو کیا اس سے غسل ہو جائے گا؟

جواب: (1) وضو میں چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، اس لیے اگر ایک چوتھائی کے برابر بھی سر کھلا ہوا نہ ہو تو وگ اتار کر مسح کرنا ہوگا اور اگر وگ اتارنا ممکن نہ ہو تو مسح نہ ہوگا ار ایسی وگ استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔

(2) فرض غسل میں پورے سر کا دھونا ضروری ہے۔ بال برابر جگہ بھی رہ جائے تو غسل نہیں ہوتا اس لیے وگ لگے ہونے سے اگر کچھ بھی جگہ خشک رہ گئی تو غسل نہیں ہوگا، خاص طور پر جس جالی دار وگ کو سر پر دو تین ماہ کے لیے گوند سے چپکا یا جاتا ہے اس کی گوند کھال تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔

نوٹ: یہ مسئلہ اس وقت ہے جب وگ خنزیر اور انسانی بالوں کے علاوہ کی بنی ہو ورنہ خنزیر یا انسانی بالوں کی وگ پہننا ہی شریعت میں حرام ہے۔

فتوی نمبر: 203/23

***

اخبار الجامعہ

محمد سلیمان

ششماہی امتحانات کی مرکزی تقریب

مورخہ 23 نومبر، بوقت 10 بجے صبح چوبر جی میں جامعہ دارالتقویٰ کے زیرِ انتظام ششماہی امتحانات کی مرکزی تقریب منعقد ہوئی۔ اس باوقار تقریب میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان جنوبی پنجاب کے ناظم، حضرت مولانا زبیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بطور مہمانِ خصوصی شرکت فرمائی۔ حضرت نے فکری بیان فرمایا جس سے سامعین نے بھرپور استفادہ کیا۔ اس موقع پر نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کو حضرت کے دستِ اقدس سے انعامات پیش کیے گئے۔

قدیم فضلاء اجتماع:

حسبِ روایت، ادارے کی جانب سے مورخہ 30 نومبر کو چوبر جی الہلال مسجد میں قدیم فضلاء کا سالانہ اجتماع منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع میں تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث اور درسِ نظامی مکمل کرنے والے فضلاء کرام نے شرکت کی۔ اجتماع کے دوران اکابر اساتذہ کرام کے بصیرت افروز بیانات اور قیمتی نصائح کا سلسلہ جاری رہا۔ فضلاء کرام نے اپنے اساتذہ کے سامنے اپنی علمی و عملی کارگزاری پیش کی۔ اسی موقع پر ادارے کے تمام شعبہ جات اور نئے منصوبہ جات کا تعارف بھی کرایا گیا، جبکہ فضلاء نے باہمی ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ درپیش مسائل کا حل حاصل کیا اور ادارے کی مختلف سرگرمیوں میں خدمت کے لیے اپنے نام بھی پیش کیے۔

فری میڈیکل کیمپ:

جامعہ دارالتقویٰ ٹرسٹ، لاہور کے زیرِ اہتمام مورخہ 18 دسمبر بروز جمعرات کو دارالقران چوبر جی میں میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ کیمپ میں آنے والے مستحق اور نادار مریضوں کا ماہر ڈاکٹرز نے

معائنہ کیا اور انہیں مفت ادویات فراہم کی گئیں۔

سالانہ کارگزاری اجلاس:

مورخہ 21 دسمبر، بروز اتوار صبح 11 بجے تا مغرب، دارالقرآن چوبرجی میں ادارے کے تمام شعبہ جات کی سالانہ کارگزاری حضرات اہلِ شوریٰ جامعہ دارالتقویٰ کے سامنے پیش کی گئی۔ اس اجلاس میں آئندہ سال کے اہداف طے کیے گئے، قیمتی آراء وتجاویز پیش ہوئیں اور درپیش مسائل کے حل پر بھی مشاورت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ادارے کو مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

جامعہ دارالتقویٰ کے زیرِ اہتمام ختمِ بخاری شریف اور تکمیلِ قرآن کی روح پرور تقریبات:

جامعہ دارالتقویٰ کی مختلف شاخوں میں علمِ حدیث اور قرآنِ کریم کی تکمیل کے پُرمسرت مواقع پر نہایت روح پرور اور بابرکت تقریبات منعقد ہوئیں۔ مورخہ 28 دسمبر، بروز اتوار جامعہ دارالتقویٰ کی شیخوپورہ بنات شاخ میں بخاری شریف کا آخری درس شیخ الحدیث حضرت مولانا عثمان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دیا۔ اس موقع پر درسِ نظامی مکمل کرنے والی طالبات کی معلمات کی جانب سے باوقار انداز میں دوپٹہ پوشی کی گئی۔ اسی تسلسل میں مورخہ 31 دسمبر، بروز بدھ جامعہ دارالتقویٰ کی قصور شاخ میں ختمِ بخاری شریف (بنات) اور شعبۂ حفظ کے طلبہ کی تکمیلِ قرآن کے پُرمسرت موقع پر ایک عظیم الشان اور روح پرور تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب میں ختمِ بخاری شریف کا آخری درس حضرت مولانا عامر رشید صاحب نے دیا۔ مورخہ 4 جنوری، بروز اتوار الہلال مسجد، چوبرجی میں رواں سال درسِ نظامی مکمل کرنے والے 142 طلبہ وطالبات کی ختمِ بخاری شریف کی عظیم الشان اور بابرکت تقریب منعقد ہوگی۔ تقریب کے موقع پر جامعہ کے شیخُ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سعد صدیقی حفظہ اللہ بخاری شریف کا آخری درس ارشاد فرمائیں گے۔

مورخہ 10 ستمبر، بروز بدھ، ہر سال کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے، دارالقرآن چوبرجی لاہور میں اکابر علماء، مشائخِ کرام اور معزز مہتممین حضرات کے اکرام واعزاز میں ایک پُروقار عشائیے کا اہتمام کیا گیا۔ اس بابرکت محفل میں شہرِ لاہور کے ممتاز دینی حلقوں سے وابستہ جید علماء کرام نے شرکت فرمائی۔

***

خصوصاً احباب دعوت وتبلیغ کے لیے مفید ترین

ملفوظات حضرت جی مولانا الیاسؒ کاندھلوی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) تبلیغی چھ نمبر کی ترتیب پر

گلدستہ ارشادات ومکتوبات

حضرت جی مولانا الیاسؒ کاندھلوی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

- حوالہ جات کے ساتھ
- مختصر تشریح
- جامع ترین

ترتیب جدید و پیشکش
جامعۃ دار التقویٰ

For Online Order
0321 4432142

شعبۂ نشر واشاعت
جامعۃ دار التقویٰ

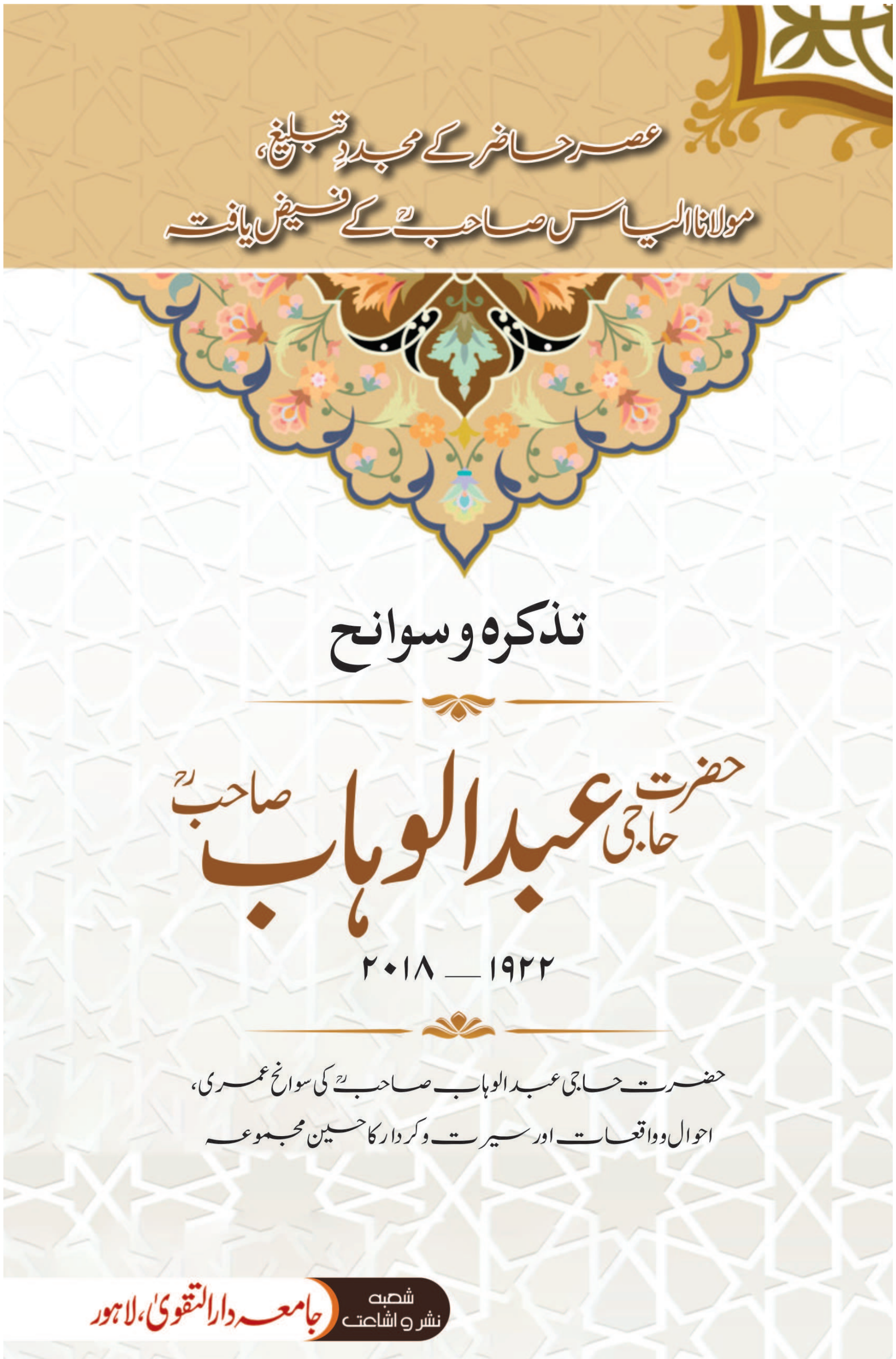
عصر حاضر کے مجددِ تبلیغ،
مولانا الیاس صاحبؒ کے فیض یافتہ
تذکرہ و سوانح
حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ
۱۹۲۲ — ۲۰۱۸
حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی سوانح عمری،
احوال و واقعات اور سیرت و کردار کا حسین مجموعہ
شعبہ نشر و اشاعت
جامعہ دار التقویٰ، لاہور

جامعہ دارالتقویٰ

کے تحت اب تک کی

خدمات

برائے سیلاب متاثرین 2025

خشک راشن	پکا پکایا کھانا	خیموں کی تقسیم	مالی امداد
2339 خاندان	1160 افراد	40 خاندان	423 خاندان

آن لائن رقم جمع کروانے کی صورت میں مندرجہ ذیل نمبر پر سکرین شارٹ لازمی ارسال کریں۔ بصورت دیگر آپ کی بھیجی ہوئی رقم ادارہ کسی بھی دینی اور فلاحی کام میں خرچ کرسکتا ہے۔ 0300-1582792

MCB Islamic

Account Title:
DARUL TAQWA TRUST

Account #
1591001820660001

شرعی مسائل میں رہنمائی کیلئے Mufti Online +92-300-4113082 ifta4u@yahoo.com

/jamidarultaqwa www.darultaqwa.org +92-3-222-333-224

دارالتقویٰ لاہور

CS Scanned with CamScanner

MONTHLY **DAR-UL-TAQWA** LAHORE CPL NO. 338

AGree® Lighting

agree pe sab agree

agreelighting.com

0321-4877878